----- گئی تیمور کے گھر سے!

آج کل ملک "ہفتوں" کی زد میں ہے، ہفتوں پر ہفتے منائے جا رہے ہیں۔ ایک "ہفتہ خواتین" بھی منایا گیا جس کی صدائے بازگشت ابھی تک سنائی دے رہی ہے۔ دوسرے "ہفتوں" کی طرح اس "ہفتہ" کے سلسلہ میں بھی صدر پاکستان، وزیر اعظم اور دوسرے حضرات کے بیانات آئے، اخبارات نے ایڈیشن شائع کئے۔ ریڈیو اور ٹی وی اپنی روایات کے مطابق اس مہم میں مشغول رہے، اس کے علاوہ ہر وہ کام ہوا جس کی ایک مسلم چھوڑ مشرقی معاشرہ میں بھی گنجائش نہ تھی۔ اس ہفتہ کو جس انداز سے منایا گیا اس سے ہمارے باخبر قارئین واقف ہیں۔ لاہور کی حد تک جو کچھ ہوا اس کی بعض جھلکیاں خود ہمارے علم میں ہیں اور وہ اتنی افسوسناک اور شرمناک ہیں کہ الامان!

یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ جب ذمہ دار حضرات سے سوال ہوگا تو جواب ایک ہی ہوگا کہ عورتوں میں بیداری، ان میں اپنے حقوق کا احساس پیدا کرنے اور حقوق دلانے کی غرض سے۔ کیونکہ وہ بے چاری اب تک مظلوم تھیں محروم تھیں، وغیرہ ذالک!

لیکن اگر آپ ہم سے پوچھیں تو ہم عرض کریں گے کہ یہ سب کچھ اس لیے کیا گیا کہ عائلی نظام تباہ ہو کر رہ جائے، اخلاقی قدریں مٹ جائیں، مرد و زن کی تمیز ختم ہو جائے تاکہ بعض بے دین و لادین دانشور جس مادر پدر آزاد معاشرہ کے خواب دیکھ رہے ہیں اس کی تعبیر آسان ہو جائے۔

کس قدر مقام تاسف ہے کہ پاکستان جو اسلام کا مرہونِ منت ہے اس میں یہ حرکات؟ عورتوں کے جلوس نکلے، جلسے ہوئے، سیناؤں میں مفت شو کا اہتمام ہوا۔ اور ہر وہ حرکت کی گئی جو عصمت و حیا کی اس پری کو زبان دراز، خوف خدا سے عاری کر دے۔

آخر یہ حقوق حقوق کی رٹ ہے کیا؟

کیا وہ لادین دانشور اس سے بے خبر ہیں کہ محمد عربی فداہ ارواحنا و انفسنا کی بعثت مقدسہ سے پہلے عورت محض ایک کھلونا تھی۔ وہ بکتی تھی، سرمایہ کے طور پر منتقل ہوتی تھی۔ مال وراثت کا ایک حصہ تھی اور اس دور کے معاشرہ میں اس کا اتنا بھی مقام نہ تھا جو اسلام کی برکت سے حیوانات کو ملا۔

لیکن اس سراپا رحمت نے دکھی اور چیختی انسانیت کے دکھوں اور دردوں کا جس طرح علاج کیا اس کی مثال تاریخ انسانیت پیش کرنے سے قاصر ہے۔

اور جب وہ حیوانات کے لیے رحمت تھا تو "عورت" اس کی نگاہ رحمت سے کیونکر محروم رہ سکتی تھی؟

اس ذات قدسی صفات نے حوّا کی بیٹی کے لیے واضح فرمایا کہ وہ ماں، بہن، بیٹی اور بیوی تو ہے۔ اور کچھ نہیں۔ اس نے جنت ماں کے قدموں تلے بتلائی۔ بیٹی کی حسن تربیت پر جنت کا مژدہ سنایا، بہن کو بھائی کے ساتھ وراثت کا حقدار بتلایا اور بیوی کو "خیر متاع الدنیا" ارشاد فرمایا۔ اور فرمایا۔ نیک بیوی وہ نعمت ہے جس کے برابر کوئی دوسری نعمت نہیں، پھر اس نے علم و فضل کے دروازے عورت کے لیے وا کر دیے جس کے صدقہ عورت مفسرہ بنی، محدثہ بنی، قرآن کی حافظہ اور قاریہ بنی، فقہ و حکمت میں اس نے ممتاز مقام حاصل کیا اور رابعہؒ کے روپ میں تصوف و سلوک کی تاجدار بنی۔

اس نے عورت کے حقوق کے تحفظ کا وہ جذبہ پیدا کیا کہ راجہ داہر کی حماقت آفریں حرکت پر بنو امیہ کی حکومت متحرک ہو گئی۔ اور محمد بن قاسمؒ سندھ چلا آیا۔ اور روم کی سرحدات پر ملت کی بیٹی نے تھپڑ کھایا تو معتصم باللہ قہر خداوندی بن کر روم اور اہل روم پہ برس پڑا۔

لیکن آہ! آج رحمۃ اللعالمین کے بزعم خود غلط نام لیوا اور اپنے اقتدار کے تحفظ و بقا کے لیے منافقانہ طور پر اسلام کا نام لینے والوں نے اس کائنات کی "محسنہ" کو تشہیر و ہوس کا ذریعہ بنا لیا۔ اپنے شہروں اور قصبوں میں گناہ کے اڈے بسا کر ملت کی آبرو کو وہاں رکھ چھوڑا اور اپنی ہر رات کو "شب دیجور" میں بدل ڈالا۔

اس دولت کے پجاری نام نہاد مسلمان نے اپنی دکان کا مال فروخت کرنے کے لیے سائن بورڈ آویزاں کیا تو حسن و جمال کی پری کو جو کائنات کا حقیقی حسن تھی اور جس کی پاکدامنی و حیا کی فرشتے قسم کھایا کرتے تھے بورڈ کے پہلو میں آ جاگر کر کے اپنی کمینگی و سفلہ پنے کا مظاہرہ کیا۔

غفلت و تساہل اور کام چوری کی رسیا قوم نے ملت کی بیٹیوں کو کارخانوں، کھیتوں اور دفتروں میں لا کھڑا کیا، حقوق کے نام پہ اسے مخلوط تعلیم کے تجربہ خانے میں گھسیٹا اور پھر "اسناد" کے روپ میں اس کی آبرو سے کھیلا۔

عروج و زوال کی داستان میں اس قسم کے مشاغل کو بڑا دخل ہے۔ اور تمام مؤرخین و مفکرین اس پر متفق اللسان ہیں کہ ملت کے زوال میں اخلاق باختگی کو بڑا دخل ہے اور وہ قوم کبھی اخلاق کی معراج کو چھو نہیں سکتی جس سے "عورت کا احترام" اٹھ جائے۔

ع غیرت نام تھا جس کا گئی تیمور کے گھر سے

کا مصرعہ عظیم مغل خاندان و تہذیب کے زوال پر ایک ایسا تبصرہ ہے جس کی تہہ میں سمندر موجزن ہیں۔ لیکن بیگانے کے "کالے فرزند" اسی اخلاق باختگی اور آوارہ مزاجی پر اتر آئے ہیں اور حوا کی بیٹی کے دوپٹے کو نوچ کر اور نقاب کو پھینک کر اسے حقوق دے رہے ہیں؟ فیا للعجب؟ اور اس کا یہ عالم ہے کہ وہ ان بھیڑ نما بھیڑیوں کو اپنا محسن سمجھ کر ہر پروگرام میں کھنچی چلی آتی ہے۔

ایسے میں شکوہ کریں تو کس سے! اور سمجھائیں تو کس کو! اے کاش! ہمارے یہ الفاظ ان کے کانوں تک پہنچ سکیں جو اس قسم کے ناٹک رچا رہے ہیں اور انہیں معلوم ہو سکے کہ جب غیرت کا جنازہ اٹھتا ہے تو پھر ملت کا جسد سلامت نہیں رہتا۔ رنگ رلیاں منانے والی اور عورت کو بازار حسن میں کھینچ لانے والی قوم بہت جلد تباہی کے اس گڑھے میں گرتی ہے کہ اس کے لاشہ پہ کوئی آنسو بہانے والا نہیں ہوتا۔

اب بھی وقت ہے کہ ہم سنبھل جائیں ورنہ:

ع تمہاری داستاں تک بھی نہ ہو گی داستانوں میں

خطبہ جمعہ

ضبط و ترتیب : علوی

جہاد کا مقصد کلمۂ حق کی سربلندی ہے

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبید اللہ انور دامت برکاتہم

بعد الحمد والصلوٰۃ :-

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم :

وَقَاتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ـ (صدق اللہ العظیم)

قرآن میں دو جگہ

یہ آیت کریمہ قرآن کریم میں دو مرتبہ آئی ہے ایک جگہ سورہ بقرہ میں دوسرے سورۂ انفال میں۔ فرق یہ ہے کہ سورۂ انفال میں ویکون الدین کے بعد کُلُّہٗ بھی ہے۔

ترجمہ ہے :-

"اور لڑو ان سے، یہاں تک کہ نہ باقی رہے فساد، اور حکم رہے خدا تعالیٰ ہی کا۔

(حضرت شیخ الہند قدس سرہٗ)

حضرت شیخ الہند رح کا ارشاد

اس آیت کریمہ کے متعلق یہ ہے :-

"یعنی کافروں سے لڑائی اسی واسطے ہے کہ ظلم موقوف ہو اور کسی کو دین سے گمراہ نہ کر سکیں اور خاص اللہ ہی کا حکم جاری رہے۔ سو جب وہ شرک سے باز آجائیں تو زیادتی سوائے ظالموں کے اور کسی پر نہیں یعنی جو بدی سے باز آگئے، وہ اب ظالم نہ رہے تو ان پر زیادتی بھی مت کرو، ہاں جو فتنہ سے باز نہ رہیں ان کو شوق سے قتل کرو۔"

(حواشی ص ۳۵)

مولانا عثمانی رح کا ارشاد

دوسرے مقام پر سورۂ انفال میں یہ آیت ہے جہاں کُلُّہٗ کا اضافہ ہے وہاں حواشی میں حضرت مولانا شبیر احمد عثمانی رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :-

"(اور لڑتے رہو کافروں سے یہاں تک کہ نہ رہے فساد) یعنی کافروں کا زور نہ رہے کہ ایمان سے روک سکیں، یا مذہب حق کو مٹنے کی دھمکی دے سکیں۔ جیسا کہ تاریخ شاہد ہے کہ جب کبھی کفار کو غلبہ ہوا مسلمانوں کا ایمان اور مذہب خطرہ میں پڑ گیا۔ اسپین کی مثال دنیا کے سامنے ہے کہ کس طرح قوت اور موقع ہاتھ آنے پر مسلمانوں کو تباہ کیا گیا یا مرتد بنایا گیا۔ بہرحال جہاد و قتال کا اولین مقصد یہ ہے کہ اہل اسلام مامون و مطمئن ہو کر خدا کی عبادت کر سکیں۔ اور دولت ایمان و توحید کفار کے ہاتھوں محفوظ ہو۔ چنانچہ فتنہ کی یہی تفسیر ابن عمر وغیرہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے کتب حدیث میں منقول ہے (یعنی کافروں کا زور نہ رہے) ص ۲۳۵

ساتھ ہی حضرت مولانا رح فرماتے ہیں :-

وَیَکُوْنَ الدِّیْنُ کُلُّہٗ لِلّٰہِ (اور ہو جائے حکم سب اللہ کا) یہ جہاد کا آخری مقصد ہے کہ کفر کی شوکت نہ رہے۔ حکم اکیلے خدا کا رہے۔ دین حق سب ادیان پر غالب آ جائے لِیُظْہِرَہٗ عَلَی الدِّیْنِ کُلِّہٖ۔ خواہ دوسرے باطل ادیان کی موجودگی میں جیسے خلفاء راشدین وغیرہم کے عہد میں ہوا، یا سب باطل مذاہب ختم کر کے۔ جیسے نزول مسیح کے وقت ہوگا۔ بہر حال یہ آیت اس کی واضح دلیل ہے کہ جہاد و قتال خواہ ہجومی ہو یا دفاعی، مسلمانوں کے حق میں اس وقت تک برابر مشروع ہے۔ جب تک یہ دونوں مقصد حاصل نہ ہو جائیں اس لیے حدیث میں آ گیا۔ اَلْجِھَادُ مَاضٍ اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (کہ جہاد قیامت تک جاری رہے گا)" ص ۲۳۵

ان ارشادات

سے جہاد کا مقصد بالکل واضح ہو جاتا ہے اور اس کی اہمیت الم نشرح ہو جاتی ہے۔

جہاد کی اہمیت

جہاد کی اہمیت کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا کہ یہ ایک ایسا فرض ہے جس کے لیے تمام فرائض وقتی طور پہ موقوف ہو سکتے ہیں کیونکہ وہ تمام فرائض از قسم نماز، روزہ وغیرہ ایسے ہیں جن کی قضا ممکن ہے اور نبی کریم علیہ السلام سے جہاد کے وقت نمازوں وغیرہ کی قضا ثابت ہے۔ جیسا کہ غزوۂ خندق یا احزاب میں ثابت ہے۔

جہاد جاری رکھنا ہوگا چاہے نماز میں چلنا پھرنا پڑے۔ جیسا کہ صلوٰۃ خوف ہے جس کی عام حالات میں نماز میں ذرا سی حرکت بربادی کا باعث بن جاتی ہے۔

اور مقصد بھی واضح ہے

کہ حق غالب ہو یہی وجہ ہے کہ حضرت مولانا عبیداللہ سندھی قدس سرہٗ نے ساری عمر قرآن پڑھایا اور قرآن کا موضوع یہی اخذ کیا۔ لیظہرہ علی الدین کلہ کہ دین غالب ہو۔ حق غالب ہوگا تو دشمنوں سے امن ہوگا۔ ظلم کا نشان مٹے گا۔ اور حقیقت یہ ہے کہ حق کے غلبہ میں ہی مخالفین کا بھی بھلا ہے۔ وہ حق کا غلبہ تسلیم کر کے اور معمولی جزیہ اور ٹیکس دے کر دنیا میں سکھ اور چین سے رہ سکتے ہیں۔

مخالفین کا شور

اسلام کے مخالفین کا عجیب عالم ہے کہ وہ اس قسم کی آیات کا غلط مطلب سمجھ کر اور کھینچا تانی کر کے یہ ثابت کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ اسلام خونی مذہب ہے، وہ جنگ و قتال کا مذہب ہے اور پیروکاروں کو حکم دیتا ہے کہ لڑتے رہو یہاں تک مخالفین مٹ جائیں۔

حالانکہ اسلام نے اپنے ماننے والوں کو صبر کی تعلیم دی، ظلم سہنے کی تعلیم دی ظلم کرنے کی نہیں۔ مکہ کی تیرہ سالہ زندگی اس کا سب سے بڑا ثبوت ہے۔ مکہ کی ہجرت کے بعد جہاد و قتال کی اجازت کا راز ظلم کا دفعیہ ہے۔ اُذِنَ لِلَّذِیْنَ یُقَاتَلُوْنَ بِاَنَّھُمْ ظُلِمُوْا میں یہی فرمایا گیا ہے۔

اس سے مقصد صرف ان لوگوں کی گوشمالی تھی جو اپنے فاسد عقیدہ کے ساتھ ساتھ دوسروں کو بھی کافر و بے ایمان بنانے پر تلے ہوئے تھے۔ لیکن جب ان کی قوت ٹوٹ گئی، زور ختم ہو گیا اور وہ اس پوزیشن میں نہ رہے کہ مسلمان کی متاع دین و ایمان کو برباد کر سکیں۔ تو پھر اسلام نے بھی ان سے تعرض نہیں کیا۔

فتح مکہ کی مثال سامنے ہے۔ حضور علیہ السلام اور آپ کے رفقاء کے بدترین دشمن اور زندگی بھر کے دشمن سامنے ہیں لیکن سب کے لیے عفو عام ہے اور محض سترہ آدمی مستثنیٰ کیے جاتے ہیں جنہیں قتل کیا جانا ضروری تھا اور ان میں سے بھی بعض ہی بعض ہی قتل ہوئے

(باقی ۱۰ پر)

پیش کش : جناب ظہور احمد صاحب (۱۶) ترتیب : علوی

احسن القصص

افادات : حضرت مولانا علامہ نور الحسن پروفیسر اورینٹل کالج لاہور

وَقَالَ نِسْوَةٌ ... اِنْ ھٰذَا اِلَّا مَلَكٌ كَرِيْمٌ ۔

ترجمہ

وقال نسوۃ ... تا ... فی ضلٰلٍ مبین ۔ شہر کی عورتوں نے کہا ۔ کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام سے ناجائز مطلب برآری کی خاطر اسے پھسلاتی ہے ۔ اس غلام کی محبت اس کے دل میں رچ بس گئی ہے ہم سب اسے صریح غلطی میں دیکھتی ہیں ۔

فلما سمعت ... تا اخرج علیھن ۔ جب زلیخا نے ان عورتوں کے طعنے مہنے سنے تو انہیں بلا کے ان کی خاطر ایک تکیہ دار مجلس قائم کی اور ہر عورت کے ہاتھ میں ایک چھری دے دی ۔ اور یوسف علیہ السلام سے کہا ۔ کہ تم ان عورتوں کے سامنے آؤ ۔

فلما رایںہ ... تا اکبرنہ ... ایدیھن ۔ جب عورتوں نے یوسف علیہ السلام کو دیکھا تو دنگ رہ گئیں ۔ اور انہوں نے اپنے ہاتھ کاٹ لیے ۔

وقلن حاش ... تا ملک کریم ۔ عورتوں نے کہا حاش للہ ، یہ آدمی ہرگز نہیں ۔ ہو نہ ہو یہ کوئی بزرگ فرشتہ ہے ۔

تفسیر

فلما رای قمیصہ ۔ گزشتہ درس میں آپ سماعت فرما چکے ہیں کہ ایک دانش مند نے تحقیق مسئلہ کے لیے صورت بتائی تھی وہ یہ کہ یوسف (علیہ السلام) کے کرتہ کو دیکھو ۔ اگر سامنے سے پھٹا ہے تو عورت سچی وہ جھوٹے اور اگر ان کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ عورت جھوٹی اور وہ سچے !

اب اس کی تحقیق کی گئی کہ واقعی کرتہ پر اس نقطہ نگاہ سے نظر ڈالیں کہ کرتہ کہاں سے پھٹا ہے ۔ عزیز مصر نے یعنی زلیخا کے شوہر نے دیکھا کہ یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہے تو اس کا مطلب صاف یہ ہوا کہ جو کہا گیا تھا ۔ فکذبت وھو من الصادقین کہ یوسف علیہ السلام سچے اور وہ عورت جھوٹی ۔

غصہ میں آ گیا اور بیوی کو مخاطب کر کے کہا ۔

انہ من کیدکن یہ تم عورتوں کی چالاکی ہے ۔ اور واقعی تم عورتوں کی چالاکی بھی غضب کی چالاکی ہوتی ہے تم بھی غضب ڈھاتی ہو ۔

بالعموم آپ یہ حوالہ سنیں گے کہ عورتو ! تمہارا مکر بڑے غضب کا ہے ۔ عورتیں بے چاری اللہ کا حکم اور قول سن کر خاموش ہو جاتی ہیں ۔

آپ نے دیکھا کہ اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے عزیز کے قول کو نقل کیا کہ اس نے اس موقعہ پہ اپنی بیوی کو کیا کہا ؟ یہ الفاظ اس نے کہے تھے ۔ انہ من کیدکن ۔ ان کیدکن عظیم ۔ اللہ نے عورتوں کے مکر پہ کوئی مہر نہیں لگائی ۔ یہ تو محض عزیز کے الفاظ نقل کیے ہیں ۔ قرآن کا فیصلہ اس بارے میں مرد و عورت کے متعلق یہ ہے کہ مرد ہو یا عورت جو نیک ہو ان کو

اجر اور جزا برابر ملے گی۔ اگر مرد نیک ہے تو نیک ہے، عورت نیک ہے تو بھی نیک ہے۔ مرد اس لیے اچھا کہ وہ مرد ہے اور عورت اس لیے بری کہ وہ عورت ہے۔ قرآنی نقطہ نگاہ یہ نہیں۔ قرآن نے یہ کہا کہ جب یوسف علیہ السلام کا کرتہ عزیز نے پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو اس عزیز مصر نے اپنی بیوی سے یہ کہا یہ تم عورتوں کی چالاکی ہے۔ عورتوں کی چالاکی بھی بڑے غضب کی ہوتی ہے۔

اس میں اللہ نے عورتوں کے مکر، فریب یا چالاکی پر کوئی مہر نہیں لگائی۔ یہ تو ہم عام طور پر کہہ دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں اور ہم وہ قول نقل کر دیتے ہیں جو اللہ نے کسی کی طرف منسوب کرکے فرمایا ہوتا ہے۔ صحیح بات یوں ہوگی کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں عزیز مصر کا قول نقل فرماتے ہوئے فرمایا۔

ان کیدکن عظیم: یہ عزیز مصر کا قول ہے۔

دوسری بات! قرآن میں یہ ہے ان کید الشیطان کان ضعیفا۔ کہ شیطان کا مکر بڑا کمزور ہے۔ اور یہاں عورتوں کے مکر کو کید عظیم فرمایا۔

جو تفسیر میں نے بیان کی اس کی بنیاد پر تو یہ سوال وارد ہی نہیں ہوتا۔ لیکن مفسرین چونکہ اسی رو میں بہہ گئے ہیں اس لیے انہوں نے بھی کہا کہ یہاں تو عورت کے مکر کو بڑے غضب کا مکر کہا گیا ہے اور شیطان کے متعلق ہے کہ اس کا مکر کمزور ہے تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ عورت کا مکر شیطان سے بھی بڑا ہے۔

اس کے بعد مفسرین نے جواب دینے کی کوشش کی۔ اس غلط فہمی کی بنیاد پر جو پہلے سے قائم ہو گئی تھی۔ بے چاروں نے کہا کہ شیطان کا مکر یعنی خفیہ تدبیر کمزور ہے اللہ کی تدبیر کے مقابلہ میں، اور عورتوں کا مکر جو عظیم ہے تو مردوں کے مقابلہ میں۔ مفسر کہنا یہ چاہتے ہیں کہ عورت بھی چالباز ہو، اور مرد بھی تو مرد عورت کی چال کا مقابلہ نہیں کر سکتے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

نفسیاتی نقطہ نگاہ سے کیا بات ہے؟ میں صرف اس بات کو صاف کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ان کیدکن عظیم اللہ کا قول نہیں بلکہ عزیز مصر کا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے نقل کیا۔ گویا عزیز نے یوسف علیہ السلام کا کرتہ پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو کہا کہ واقعہ یہ تھا اور کہتی تم یہ تھی ما جزاء من اراد الآیہ کہ جو تیری بیوی سے برائی کا ارادہ کرے اس کی سزا کیا ہو سکتی ہے سوائے اس کے کہ اسے قید کر دیا جائے یا سخت سزا دی جائے؟ خیر یہ تو ہوا اب کیا ہو؟ پہلے یوسف علیہ السلام کی طرف مخاطب ہوا۔ یوسف اعرض عن ہذا۔ اس بات کو جانے دو، اس پر خاک ڈالو، کسی سے نہ کہو کہ عزیز کی بیوی نے ایسا کیا بلکہ جو گزر گیا سو گزر گیا۔ اب اس پر مٹی ڈالو۔ اور پھر اپنی بیوی سے کہا۔ واستغفری لذنبک۔ تم اپنے قصور کی معافی مانگو۔ ہم عام طور پر اس کا ترجمہ کرتے ہیں کہ اے عورت! تو اپنے گناہ کی اللہ سے بخشش مانگ۔

لیکن یہ جو معاشرہ ہے وہ مشرکوں کا معاشرہ ہے بت پرستوں کا معاشرہ ہے، اس میں خدا کا تصور نہیں۔ اس وجہ سے ہم نے کہا۔ کہ واستغفری لذنبک۔ کہ یوسفؑ سے اپنی خطا کی معافی مانگ۔ تم سے غلطی ہوئی۔ انک کنت من الخاطئین سراسر تمہارا ہی قصور ہے، یوسف بالکل بے قصور ہے، اس کا دامن پاک ہے تم اپنی غلطی کی اس سے معافی مانگو۔

بات رفت گزشت ہو گئی۔ وہ گواہ جس نے گواہی دی وہ ہم نے بتلایا کہ بعض روایات میں ہے کہ وہ بچہ تھا۔ اس نے اس موقعہ پر جو بات کی وہ یوسف علیہ السلام کا معجزہ تھا۔ اس نے تو اور کسی سے کہا نہیں۔ نہ ہی اس کے بولنے کی عمر تھی۔ یا معجزہ سے قبل ارہاص ہے کہ ایک بچہ ان کے حق میں گواہی دیتا ہے؟ عزیز کسی سے کیسے بیان کر سکتا ہے کہ میری بیوی اور اس کے غلام کے درمیان ایسا واقعہ ہوا؟ یوسف علیہ السلام کسی سے کیا ذکر کر سکتے ہیں وہ تو ان کی مالکہ اور وہ ان کا مالک ہے، یہ تو غلام ہیں؟

اندازہ ایسا ہوتا ہے کہ اس بات کا جو چرچا ہو گیا

تو یہ بات نکلی زلیخا سے۔ زلیخا نے ہی اس بات کا کہیں کسی اپنی سہیلی سے ذکر کر دیا۔ یا یہ کہ اس واقعہ سے قبل ہی جو بات اس کے ذہن میں تھی اس نے محبت میں گرفتار ہونے کے سبب ذکر کر دیا ہو۔ اس لیے کہ یہ عوام کی بات نہیں خواص کی تھی اور خواص کی بات خواص ہی کو معلوم ہوتی ہے۔ ہم تک کچھ نہیں پہنچتا ہے۔

یہ میں اس پہ کہہ رہا ہوں وقال نسوۃ میں جو نسوہ ہے۔ مفسرین کہتے ہیں کہ یہ جمع مکثر ہے، اور اس سے مراد بے شمار عورتیں نہیں بلکہ کچھ عورتیں مراد ہیں۔ بیگم کی ہم پایہ کچھ عورتوں نے یہ کہا۔ ان میں چرچا ہو گیا۔ جب اچرچا ہوا تو انہوں نے کہا۔

وقال نسوۃ الخ کہ عزیز کی بیوی اپنے غلام سے ناجائز مطلب برآری کی خاطر اس کو پھسلاتی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ کی طرف اشارہ ہو بلکہ کہنا چاہیئے کہ اس حادثہ کی طرف اشارہ ہو۔ اور ہو سکتا ہے کہ اس واقعہ سے قبل وہ برابر شہرت رکھتی ہو۔ کہ یہ اپنے غلام پہ آنکھ رکھتی ہے۔ بہرحال عورتوں میں اس بات کا چرچا ہو گیا اور انہوں نے کہا اسے جو محبت ہے وہ معمولی درجہ کی محبت نہیں بلکہ قد شغفہا حبا۔ شغاف کہتے ہیں پردۂ دل کو، اس غلام کا عشق اس کے دل کے اندر چلا گیا ہے۔ رچ بس گیا ہے۔ وہ اس سے باز نہیں آتی۔ دیکھو، اتنی بڑی عورت اور اتنے بڑے مرتبہ کے مالک آدمی کی بیوی اور اپنے غلام پہ مرتی ہے؟ انا لنرٰھا الآیہ ہم دیکھتی ہیں کہ وہ صریح غلطی میں ہے۔ اپنے غلام سے عشق لڑانا چاہتی ہے۔ گو برائی میں تو کوئی حرج نہیں لیکن اپنے غلام سے عشق؟ یہ اس کے مرتبے سے فروتر ہے۔ یہ کہنا چاہتے ہیں اسی لیے انہوں نے کہا کہ ہم اسے کھلی گمراہی میں دیکھتی ہیں۔ ضلال سے مراد کج روی ہے۔

معلوم نہیں اس واقعہ کا چرچا کتنے عرصہ تک عورتوں میں رہا تا آنکہ یہ بات پھر زلیخا تک پہنچی۔ کہ اس کی ہم عمر عورتیں یا سہیلیاں اسی طرح کے طعنے مہنے دیتی ہیں۔ اب اس نے کہا کہ کیا صورت کی جائے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کا ایک جلوہ انہیں بھی دکھاؤں؟ تاکہ وہ مجھے معذور قرار دیں اور یہ محسوس کریں کہ یوسف کو دیکھ کر دل کو قابو میں رکھنا ہر ایک کے لیے مشکل ہے چنانچہ فلما سمعت بمکرھن الآیہ۔ جب ان کے مکر کو سنا۔

آپ اندازہ لگائیں کہ مکر کا معنی تو ہے خفیہ تدبیر۔ ان عورتوں نے جو بات کی کہ غلام کو ناجائز مطلب برآری کے متعلق پھسلاتی ہے تو اس میں کوئی خفیہ تدبیر کی بات نہیں۔ معلوم ہوتا ہے بات کوئی اور ہے۔ اور وہ یہ کہ یا تو وہ خود سب کی سب یوسف علیہ السلام پر ریجھی ہوئی تھیں اس طرح کی بات کرکے وہ ان کا جلوہ دیکھنا چاہتی تھیں یا وہ اس طرح کا پروپیگنڈا کرکے زلیخا کو ہٹا کر خود اس کی جگہ لینا چاہتی تھیں ہم نے اس کو تدبیر بتانا ہے کیونکہ قرآن نے لفظ مکر استعمال کیا جس کا معنی خفیہ تدبیر ہے۔ محض طعنہ مہنہ کہنے سے بات نہیں بنتی۔ تراود فتاھا عن نفسہ۔ ان عورتوں کا کہنا کسی خفیہ تدبیر کی بنا پر ہے۔ ایسا اندازہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ مفسرین نے کہا کہ یا خود ریجھی ہوئی تھیں یا زلیخا کا پتہ کاٹ کر خود آگے آنا چاہتی تھیں۔ زلیخا کو اس پہ غصہ آیا۔ تو اس کے جی میں یہ آیا کہ مجھے ایک ضیافت کا اہتمام کرنا چاہیے جس میں وہ بیگمات جو میرے بارے میں اس قسم کی باتیں کرتی ہیں وہ بھی شریک ہوں۔ اور میں ان کو یوسف کا جلوہ دکھاؤں اور وہ مجھ کو اس بارہ میں مجبور سمجھیں۔ آپ نے محسوس کیا زلیخا چاہتی یہ ہے کہ وہ یہ باور کرانا چاہتی تھی کہ میں اس معاملہ میں معذور ہوں کوئی اور میری جگہ ہوتا تو وہ بھی یہی کرتا۔

ضیافت کا اہتمام کیا متکئا عربی میں نفس دعوت اور ضیافت کو بھی کہتے ہیں۔ ہمارے یہاں تو شرعاً منع ہے کہ کوئی کھانا کھاتے وقت ٹیک لگائے دیوار کے ساتھ یا گاؤ تکیہ کے ساتھ۔ یہ منع ہے حضور علیہ السلام نے فرمایا۔ آکل کما یاکل العبید کہ جیسے غلام کھاتا ہے۔ میں بھی اسی طرح بے تکلف بیٹھ کر کھاتا ہوں تکیہ لگا کر کھانا شرعاً منع ہے۔

لیکن معلوم ہوتا ہے اس وقت کے مصری تمدن و معاشرہ

میں ضیافتوں کا اہتمام ہوتا تھا۔ پھر ان میں ایسی مسندیں لگائی جاتیں جن میں ٹیک کا اہتمام ہوتا تھا۔ بلکہ یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ جو ہمارے یہاں چھری کانٹا ہے اس کا رواج اس مصری تمدن میں بھی موجود تھا

ہر عورت کے ہاتھ میں چھری دے دی پھل فروٹ وغیرہ کا انتظام ہوگا اور ہر ایک کو چھری اس لیے دی کہ ایک دوسری کا انتظار نہ کرے۔ اپنی اپنی چھری سے کاٹے اور کھائے۔

چنانچہ کھانا کھایا جا چکا ہر ایک کے ہاتھ میں چھری ہے اور دوسرے میں پھل تو یوسف علیہ السلام کو تشریف لانے کی دعوت دی گئی۔

پھر اس کے بعد کیا گزری؟ یہ آئندہ درس میں! انشاء اللہ تعالےٰ!

بقیہ : خطبہ جمعہ

باقی سب کو معاف کر دیا گیا۔ اس کے برعکس ان مخالفین نے موقع ملنے پر جو کچھ کیا وہ ایک شرمناک داستان ہے۔ سپین میں کیا کیا؟ حالانکہ ان کو علم کی روشنی سپین کے مسلمانوں سے ملی لیکن یہ ایسے احسان ناشناس ثابت ہوئے کہ وہاں مسلمانوں کا وجود مٹانے پر تل گئے۔ خود ہندوستان میں طاقت و غلبہ پا کر جس طرح زور و قوت سے عیسائیت کو پھیلانے اور اسلام کو مٹانے کی سازش ہوئی اس سے کون ناواقف ہے لیکن اصل یہ ہے کہ ہر کسی کو دوسرے کی آنکھ کا تنکا نظر آجاتا ہے اپنی آنکھ کا شہتیر نظر نہیں آتا۔

بہرحال مسلمانوں کو ان باتوں سے گھبرانا نہ چاہیئے اور انہیں اپنے اسلاف کی روایات کو اپنانا چاہیے۔

دَورِ ذِلّت

آج کے دَور میں ذلت و رسوائی کا سبب ایک ہی ہے اور وہ ہے اسلامی تعلیمات سے انحراف—! اس میں جہاد بھی ہے۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ جہاد جاری رہے گا۔ اور قیامت تک رہے گا اور یہاں یہ عالم ہے کہ دنیا اسلام ایک عرصہ سے اس فرض سے

غافل ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہے کہ جو صلاحیتیں اور توانائیاں ظلم و فتنہ کے دفع ہونے کے لیے خرچ ہونا چاہیے تھیں وہ آپس میں دست و گریباں ہو کر تباہ ہو رہی ہے۔

اللہ تعالےٰ ہماری اصلاح فرمائے اور ہمیں دین اسلام کی اطاعت و پیروی نصیب فرمائے۔ آمین!

حُرمتِ سُود اور فضیلتِ خیرات

مرسلہ : عبدالرحمٰن لودھیانوی مرحوم ، شیخوپورہ

اَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبٰوا ۔ سُورہ البقرہ آیت ۲۷۵

ترجمہ :۔ اللہ نے سوداگری کو حلال کیا اور سُود کو حرام کیا

سُود ، خیرات کی ضد ہے ۔ خیرات کرنے سے معاملات میں سہولت و تسہیل کی عادت ہوتی ہے اور بے مُروّتی و سخت گیری کی برائی دل سے نکل جاتی ہے اور ادھر یہ ہوتا ہے کہ معاملات و اعمال میں جو گناہ ہو جاتا ہے اس کا کفارہ کر دیا جاتا ہے اور نیز خیرات کرنے سے اخلاق و مروّت و خیر اندیشی و نفع رسانی خلق اللہ میں ترقی ہوتی ہے مگر سُود میں محض بے مروّتی ، ضرر رسانی اور ظلم ہے اس لئے خیرات کرنے میں فضیلت ہے اور سُود لینے میں مذمت ہے جس قدر خیرات میں بھلائی ہے اتنی ہی سُود میں برائی ہونی ضروری بات ہے ۔

سُود کھانے والے قیامت کو قبروں سے ایسے اٹھیں گے جیسے آسیب زدہ اور مجنون ، اور یہ حالت اس واسطے ہوگی کہ انہوں نے حلال و حرام کو یکساں کر دیا اور صرف اس وجہ سے کہ دونو میں نفع مقصود ہوتا ہے دونوں کو حلال کہا حالانکہ بیع اور سُود میں بڑا فرق ہے کہ بیع کو حق تعالےٰ نے حلال کر دیا اور سُود کو حرام ۔

بیع میں جو نفع ہوتا ہے وہ مال کے مقابلہ میں ہوتا ہے جیسا کہ کسی نے ایک درہم کا کپڑا دو درہم کو فروخت کیا ۔ اور سود وہ ہوتا ہے جس میں نفع بلا عوض ہو جیسے ایک درہم سے دو درہم خرید لے ۔ اول صورت میں چونکہ کپڑا اور درہم دو جُدی جُدی رقم کی چیزیں ہیں ۔ اور نفع و غرض ہر ایک کی دوسرے سے علیحدہ ہے اس لئے ان میں فی نفسہٖ موازنہ اور مساوات غیر ممکن ہے ۔ بضرورتِ خرید و فروخت موازنہ کرنے کی کوئی صورت اپنی اپنی ضرورت اور حاجت کے سوا اور کچھ نہیں ہو سکتی اور ضرورت و رغبت ہر ایک کی ازحد مختلف ہوتی ہے ۔ کسی کو ایک درہم کی اتنی حاجت ہوتی ہے کہ دس روپے کی قیمت کے کپڑے کی بھی اس قدر نہیں ہوتی اور کسی کو ایک کپڑے کی جو کہ بازار میں ایک درہم کا شمار ہوتا ہے اتنی حاجت ہو سکتی ہے کہ دس درہم کی بھی اتنی احتیاج اور رغبت نہیں ہوتی تو اب ایک کپڑے کو ایک درہم میں خریدے گا تو اس میں سُود یعنی نفع خالی عن العوض نہیں اور اگر بالفرض اسی کپڑے کو ایک ہزار درہم کو خریدے گا تو سُود نہیں ہو سکتا ۔ کیونکہ فی حدِّ ذاتِہٖ تو ان میں موازنہ اور مساوات ہو ہی نہیں سکتی اس کے لئے اگر پیمانہ ہے تو اپنی اپنی رغبت اور ضرورت ہے اور اس میں اتنا تفاوت ہے کہ خدا کی پناہ ، تو سُود متعین ہو تو کیونکر ہو اور ایک درہم کو دو درہم کے عوض فروخت کرے گا تو یہاں فی نفسہٖ مساوات ہو سکتی ہے جس کے باعث ایک درہم ، ایک درہم کے مقابلہ میں متعین ہوگا اور دوسرا درہم خالی عنِ العوض ہو کر سُود ہوگا اور شرعاً یہ معاملہ حرام ہوگا ۔

سُود کی حرمت کے بعد بھی اگر تم سُود لینے سے باز نہ آئے بلکہ برابر سُود لیتے گئے تو تم دوزخی ہو گے ۔ اور خدا تعالےٰ کے حکم کے سامنے اپنی عقلی دلیلوں کو پیش کرنے کی سزا پاؤ گے ۔

اللہ تعالےٰ سُود کے مال کو مٹاتا ہے یعنی اس میں برکت نہیں ہوتی بلکہ اصل مال بھی ضائع ہو جاتا ہے چنانچہ حدیث میں ارشاد ہے کہ سُود کا مال کتنا ہی بڑھ جائے انجام اس کا افلاس ہے اور خیرات کے مال میں اللہ برکت دیتا ہے اور اس کا ثواب بڑھایا جاتا ہے ۔

يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرْبِي الصَّدَقٰتِ ط

ترجمہ :- اللہ سود کو مٹاتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے (تفسیر حضرت مولانا محمود حسن)

خلافت اسلامی اور اس کے اعضاء و ارکان کی غایۃ الغایات توحید کی نشر و اشاعت اور اعلیٰ ترین علم و حکمت کا درس و تعلیم ہے۔ ان مقاصد کا حصول ممکن نہیں جب تک کثرت سے روپیہ نہ ملے اس لئے سود کی حرمت کے احکام سے پہلے انفاق فی سبیل اللہ پر زور دیا گیا ہے اور فرمایا کہ خرچ کروگے تو بڑے اجر ملیں گے اور کامیابی نصیب ہوگی۔ انفاق کے جذبۂ صادقہ کی تکمیل و تربیت کے لئے ضروری ہے کہ جس قدر اخلاقِ فاسقہ اس کے مخالف ہوں ان کو ترک کرا دیا جائے۔ لوگوں کے دلوں میں مال کی محبت جاگزیں نہ ہو کیونکہ اگر مال کی محبت جگہ پکڑ گئی تو اللہ اور اس کے کلمۂ حق کی محبت کم ہو جائے گی، جہاد فی سبیل اللہ کا شوق جاتا رہے گا اس لئے ضرورت محسوس ہوئی کہ سود خوری کو ہمیشہ کے لئے حرام کر دیا جائے اور ایک لمحہ کے لئے بھی اسے جائز نہ رکھا جائے۔

اَلَّذِیۡنَ یَاۡکُلُوۡنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوۡمُوۡنَ اِلَّا کَمَا یَقُوۡمُ الَّذِیۡ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیۡطٰنُ مِنَ الۡمَسِّ الخ

پ ۳ سورہ البقرہ ۳ آیت ۲۷۵

(ترجمہ) جو لوگ سود کھاتے ہیں وہ کھڑے نہ ہو سکیں گے مگر جس طرح وہ شخص کھڑا ہوتا ہے جس کے حواس شیطان نے لپٹ کر کھو دیئے ہوں یہ اس لئے کہ انہوں نے کہا تھا کہ بیع بھی تو سود ہی جیسی ہے حالانکہ اللہ نے بیع کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا تو جس شخص کے پاس اس کے رب کی طرف سے نصیحت پہنچ چکی پھر وہ باز آگیا تو اسی کا ہے جو لے چکا اور اس کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے اور جس نے پھر سود لیا تو وہ لوگ دوزخی ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

امام فخر الدین رازیؒ فرماتے ہیں:

زمانہ جاہلیت میں ربوا ایک مشہور و متعارف امر تھا ان کا قاعدہ یہ تھا کہ وہ اس شرط پر قرض دیتے کہ ہر ماہ ایک معین رقم وصول کر لیا کریں گے اور اصلی رقم بدستور باقی رہے گی جب پھر قرض کے ادا کرنے کا وقت آجاتا تو قرضدار سے راس المال (اصل زر) طلب کرتے اور اگر وہ اس اصل رقم کے ادا کرنے ہی سے اپنے آپ کو معذور پاتا تو رقم اور مدت دونوں میں اضافہ کر دیتے۔ برصغیر ہند و پاک میں بھی اسی طرح کیا جاتا ہے۔ عرب جس کو ربوا کہتے ہیں یہاں اس کو سود اور بیاج کہتے ہیں یہاں بھی ساہوکار اصل رقم پر کچھ معین کر لیتا ہے اور اپنی سہولت کے اعتبار سے ماہوار یا سالانہ وصول کر لیتا ہے یا تمام سود کو راس المال میں شامل کر لیتا ہے یہی سود در سود ہے جو شخص سود کھاتا ہے قرآن حکیم نے اس کے حالات و واردات کو اس کے ساتھ تشبیہ دی ہے جس کو شیطان چھو کر مخبوط الحواس کر دے اس آیت میں سود خوار کی زندگی، اس کے عادات و خصائل، اس کے اعمال و افعال اور اس کے ثمرات و نتائج کی نہایت ہی جامع و مانع تشبیہ دی گئی ہے وہ گویا اس مسئلہ کی پوری کتاب ہے۔ اہل عرب کا خیال تھا کہ شیطان اور جن کی ضرب سے انسان مجنون ولا یعقل ہو جاتا ہے اور مرگی کی بیماری دراصل ایک طرح کی آسیب ہوتی ہے۔ مَسّ (جنون) کے معنی میں بولا جاتا ہے ممسوس پاگل کو کہتے ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے اس آیت میں سود خوار کی زندگی کو ایک آسیب زدہ پاگل اور ایک مصروع (مرگی والا) کے حالات و خصائص سے تشبیہ دی ہے۔

اس کا سبب یہ ہے کہ ان بدبختوں نے اپنی فطرتِ صالحہ، اپنے جذباتِ ملکوتیہ اور اپنے عواطفِ انسانیت کو بالکل بدل دیا اور کہنے لگ گئے کہ بیع و شراء بِمثلِ سود ہی کے ہے۔ ایک سود خوار عام تاجروں کی طرح اپنی ایک تجارت رکھتا ہے وہ مبادلۂ اشیاء کی تجارت نہیں کرتا تو کیا ہوا، ایک ہی جنس کو دیتا اور ایک ہی جنس کو لیتا ہے۔ یہ بھی ایک کاروبار اور بیع و شراء ہی ہے۔ اس کے جواب میں فرمایا کہ یہ نظریہ ہی سرے سے غلط ہے اس لئے کہ

(الف) تجارت کا سب سے بڑا مقصد یہ ہے کہ انسان کو محنت و مشقت کی عادت پڑے، اسلام تجارت کا سب سے بڑا حامی اور ان پیشوں کا مخالف ہے، جن سے

سے کاہلی اور سستی پیدا ہو اور جو انسان کو اخلاقِ فاضلہ اور کمالاتِ انسانیہ سے محروم کر دیں۔

(ب) سُود خوار جب روپیہ دیتا ہے تو صرف نفع کا مالک ہوتا ہے مگر تجارت میں سُود و زیاں اور نفع و نقصان کے دونو پہلو ہوتے ہیں۔ اس لئے بیع و شراء کو تو جائز قرار دیا گیا اور سُود کو حرام قرار دیا امام ترمذیؒ نے عبد اللہ بن مسعود سے روایت کی ہے۔

لَعَنَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اٰکِلَ الرِّبٰوا وَمُوْکِلَہٗ وَ شَاھِدَیْہِ وَ کَاتِبَہٗ

ترجمہ:۔ رسول اللہ ﷺ نے سُود کھانے والے سُود دینے والے، گواہوں اور اس کے کاتب پر لعنت کی ہے۔

(ب) سُود خواری کے چند نتائج کو سامنے لایئے

۱۔ سُود خور اپنے پیشہ کے لئے یہ خواہش رکھنے پر مجبور ہے۔ کہ لوگ اپنی ضروریات انجام دینے پر قادر نہ ہوں اور قرض لینے کے لئے درخواست کریں، کسی کو قمار بازی کی عادت اور کوئی عیاشی میں مبتلا ہو، عیالداری کے مصارف برداشت کرنے کے قابل نہ ہو، لوگ اس کی حالت پر افسوس کریں گے مگر یہ بدبخت سُود خوار دل ہی دل میں خوش ہوگا کہ حسبِ دلخواہ سُود لینے اور اس کی جائداد پر قبضہ کرنے کا وقت آگیا ہے۔

۲۔ یہ آمدنی، محنت چھوڑنے اور آرام طلب ہونے کی ترغیب دیتی ہے۔

۳۔ ایک محدود جماعت ملک کے تمام سرمایہ پر قابض ہو جاتی ہے۔ اقتصادیات کے پڑھنے والے جانتے ہیں کہ اس سے ملک کو کس قدر نقصان پہنچتا ہے بعض اوقات غیر اقوام کے لوگ ایک ملک کے سرمایہ پر قبضہ کر لیتے ہیں اور اس ملک کے رہنے والے محروم ہو جاتے ہیں۔

مال کی تقسیم کا مسئلہ دولت مندوں اور فقیروں میں ہمیشہ جھگڑے کا باعث رہا ہے۔ یورپ اور بھی اس لئے مصیبت میں ہے۔ اربابِ دولت و ثروت روز بروز روپیہ کو اپنے قابو میں کر رہے ہیں۔ غربا و مساکین کی حالت بد سے بدتر ہوتی جاتی ہے۔ اسی کشمکش نے یورپ میں فرقے پیدا کر دیئے مگر اس مسئلہ کو حل نہ کر سکے۔

(۱) نہلسٹ (۲) سوشلسٹ (۳) نیشلسٹ (۴) بولشویسٹ، مگر یاد رہے کہ حکیم سولون کے عہد سے لے کر آج تک کوئی انسانی دماغ اس عقدہ کی گرہ کشائی نہ کر سکا۔ املاک پر سے مالکوں کا حق ملکیت کا اٹھا دینا عملاً اس قدر محال ہے کہ دنیا میں کبھی بھی اس کا رواج نہیں ہو سکتا۔

اسلام نے اس کی یوں گرہ کشائی کی کہ تمام دولت مند اپنی دولت کا چالیسواں حصہ سالانہ نکالیں۔ بیت المال میں جمع ہو، وہاں سے فقرا اور مساکین کی امداد ہو اور ساتھ یہ حکم بھی نافذ کر دیا کہ بغیر سُود کے قرض دیا کریں، سود کے مال میں کبھی برکت نہیں ہوتی۔ شراب قلیل مقدار میں نقصان نہیں پہنچاتی مگر ترقی کرتی ہوئی آخر کار مہلک ثابت ہوتی ہے، ایسے ہی سُود خواری کا، جس کا انجام کار ایسی شکل اختیار کر لیتا ہے جس سے سُود لینے والے کو سُود تو لے لے مگر تمام موجودہ دولت اور اس کی مدد سے آئندہ کی بڑی پیداوار معدودے چند کام کرنے والوں کے پاس ضرورت سے زیادہ جمع ہو جائے۔ باقی تمام ملک جس کی متحدہ کوشش سے وہ رقم جمع ہوئی ہے اور جس میں سود خواروں کے سرمایہ اور مزدوروں کی محنت سے بہت بڑی خدمت لی گئی ہے سب اپنے واجبی استحقاق سے محروم رہیں۔ آرام طلبی کے خوگر ہوں۔ چیزوں کو گراں قیمت پر خریدیں۔

غرض ایک سُود کے لالچ میں کئی طرح کا مالی نقصان برداشت کرنا پڑتا ہے۔

زکوٰۃ، خیرات اور صدقات سے تمام ملک یکساں طور پر فائدہ اٹھاتا ہے۔ فقیر اور مساکین اپنی حالت کو درست کر لیتے ہیں۔ دولت کا ایک حصہ تقسیم ہو جاتا ہے اور اس طرح دولت مندوں اور غریبوں کی باہمی کشمکش کا مسئلہ صاف ہو جاتا ہے۔

احادیث:۔ بروایت حضرت ابوہریرہؓ رسول

(باقی ۱۸ پر)

مکرم جناب قاضی ظہور احمد صاحب صدیقی مقیم راولپنڈی اکابر علماء دیوبند سے وابستہ ہیں بالخصوص حضرت شیخ الاسلام مدنی قدس سرہ سے گہرا تعلق تھا طرحہٖ انہوں نے والدگرامی مولانا محمد رمضان علوی کو ایک نظم عنایت فرمائی جو بابائے صحافت مولانا ظفر علی خان مرحوم کی ہے اور حضرت الشیخ مدنیؒ سے متعلق!

اس کا پس منظر قاضی صاحب کی روایت کے مطابق یہ ہے کہ سنہ ۳۶ء میں حضرت مدنیؒ میرٹھ کے قریب گرفتار ہو گئے چند اور حضرات بھی بعد میں سرکار کے مہمان بنائے گئے۔ انہی دنوں ایک احتجاجی جلسہ مسجد شاہی مراد آباد میں حضرت مجاہد کبیر مولانا عبدالحق مدنی قدس سرہٗ کی زیر صدارت منعقد ہوا جس میں حضرت مولانا السید فخر المدین (شیخ الحدیث دیوبند) حضرت مولانا سید محمد میاں دیوبندی (مصنف شاندار ماضی) حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاندپوری اور حضرت مولانا محمد عثمان دیوبندی وغیرہ قدس اللہ اسرارہم جیسے اکابر موجود تھے۔ مولانا ظفر علی خان مرحوم ملک نصر اللہ خان صاحب عزیز مرحوم سمیت بریلی سے واپس آرہے تھے کہ احباب نے انہیں روک لیا۔ مراد آباد کے مشہور برتن فروش حاجی رفیع الدین صاحب کے یہاں قیام تھا احباب کی درخواست پر انہوں نے جلسہ میں مختصر تقریر فرمائی اور فی البدیہہ یہ اشعار جلسہ عام میں ارشاد فرمائے۔ آج جبکہ یہ تمام حضرات اس دنیا میں نہیں بطور یادگار قاضی صاحب کے شکریہ سے یہ اشعار پیش خدمت ہیں۔

(علوی مدیر)

شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

سیادت اس کو ملتی ہے وہ ہی سردار ہوتا ہے
ہوا کرتا ہے وصلِ شاہدِ مقصد اُسے حاصل
کہ جو اعدائے دیں سے برسرِ پیکار رہتا ہے
کہ جس کا دل حریصِ لذتِ آزار رہتا ہے
علم نصرٌ من اللہ کا جو لے کر ہاتھ میں نکلا!
تو اس پہ سحرِ باطل بالیقیں بیکار رہتا ہے
گرج سے لرزہ بر اندام ہوتا ہے عدو جس کی
مبارک ہو وہ ہی شیرِ خدا تیار رہتا ہے
حسین احمد کہ جس کا نام ہے روشن زبانوں پر
رہا ہے مدتوں جو مالٹا کے قید خانے میں

نکل آیا ہے میدانِ عمل میں ہو کے بے پروا
مصائب کا جسے ڈر ہے نہ کھٹکا جورِ دشمن کا

وہ ہے ایسا بہادر غیر ممکن ہے مثال اس کی
شجاعت اور ہمت میں کوئی ثانی نہیں جس کا

وہی مردِ مجاہد، شور ہے تقریر یکا جس کی
بٹھایا دشمنوں پر جس نے اپنی بات کا سکہ

سمجھتا ہے ہمیشہ کھیل جو گردن کٹانے کو
اسے کیا خوف ہو سکتا ہے توپوں کی نمائش کا

وہ ہے شیدائے حریت وہ ہے دلدادۂ ملت
وہ ہے شیدائے آزادی وہ ہے دیوانۂ ملت

وہ ہے خواہانِ آزادی ہو جوشِ ایمانی
زباں پر نعرۂ تکبیر دل میں ہے جو تعلیمِ قرآنی

مولانا ظفر علی خان

جلال اس شان سے ہے جانشینِ قاسمِ ثانی
مددگار و معین ہر وقت ہے دنیائے آئینِ جہانبانی

لکھی ہے لوحِ دل پر ہر حدیثِ سرورِ عالمؐ
کہ سیکھا جس سے ہے دنیا نے آئینِ جہانبانی

نظر کے سامنے سب اسوۂ فاروقِ اعظمؓ ہے
کرے گا ساتھ ہر دم ہوگی نصرت و تائیدِ ربانی

کرے گا پرزے پرزے دامنِ ظلم و تعدی کے
اسی کے ساتھ ہر دم کر کے چھوڑے گا

یقیں ہے دشمنانِ دیں کو پسپا کر کے چھوڑے گا
ہر اک جابر و ظالم کا پیچھا کر کے چھوڑے گا
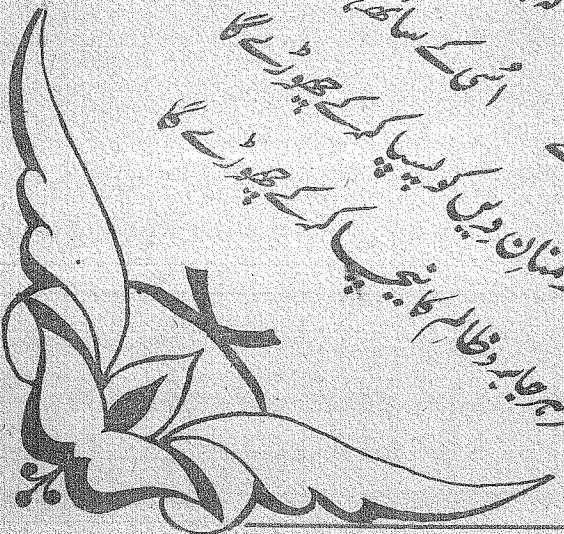
مرسلہ: عبدالرحمٰن لودھیانوی، شیخوپورہ

تجلّیات حضرت مجدّد الف ثانیؒ

مکتوبات کے آئینہ میں

سرور دو جہاں صلّی اللہ علیہ وسلّم کے عمل دو قسم پر ہوتے تھے ایک بطریق عبادت دوم بر سبیل عادت، رسول اللہ صلعم کے جو عمل عبادت کے طور پہ ہوتے تھے اُن کے مخالف عمل کو بدعت و منکر سمجھتا ہوں اور اس کی مخالفت اور بندش میں بہت زیادہ جدوجہد کرتا ہوں۔ کیونکہ دین میں ایجاد یہی ہے جو مردود ہے۔

رسول اللہ صلعم کے جو افعال بر سبیل عادت ہوتے تھے اُن کے مخالف عمل کو بدعت منکر نہیں سمجھتا کیونکہ یہ عمل دین سے متعلق نہیں ہے۔ ان [illegible] عُرف کے سبب سے تھا۔ دین اور ملّت کے سبب سے نہیں اور عرف و رواج ایک شہر کا دوسرے شہر کے رواج سے مختلف ہوتا ہے اور ایک شہر میں بھی زمانوں کے تفاوت سے عرف و عادات میں تفاوت واقع ہو جایا کرتا ہے، مگر اس کے باوجود اس قسم کی سنت کی پاسداری اور ایسی سنتّوں پہ عمل بھی بہترین نتیجہ پیدا کرتا ہے

اتباعِ سنت کے بغیر ریاضت بیکار ہے

اے فرزند۔ قیامت کے روز کام آنے والی چیز اتباعِ رسول اللہ صلعم ہے صوفیا کے حال، وجد، علوم و معارف، رموز و اشارات اگر اس اتباع کے موافق ہوں تو بہت بہتر ورنہ سراسر خرابی اور عذاب ربّانی کا سرمایہ ہیں۔ سیّد الطائفہ حضرت جنید بغدادیؒ کو کسی شخص نے خواب میں دیکھا۔ ان کی حالت دریافت کی۔ حضرت جنید نے جواب دیا۔ سارے رموز و اشارات ختم ہو گئے۔ جملہ علوم و معارف ہیچ ثابت ہوئے، صرف ان چند رکعتوں نے کام دیا جو درمیان شب میں پڑھ لیا کرتا تھا۔ لہٰذا رسول اللہ صلعم اور آپ کے خلفاء راشدین کے نقشِ قدم پہ چلنے کو ضروری سمجھو کیونکہ یہ برکت اور سراسر برکت ہے اور شریعت رسول صلعم کی مخالفت سے پوری پوری احتیاط برتو نہ قولاً مخالفت ہو نہ عملاً اور نہ اعتقاداً، کیونکہ یہ مخالفت سراسر نحوست و بربادی ہے۔

راز یہ ہے کہ جو فعل شریعت کے موافق ہو گا وہ خداوند عالم کو پسند ہے جس کی سند آپ کے پاس موجود ہے اور اس کے ماسویٰ ناپسند۔

ہر چہ گیرد علّتی، علّت شود۔ کفر گیرد کاملے ملّت شود۔

مثلاً حجرِ اسود کو بوسہ دینا بظاہر کفر ہے، مگر ایک کامل انسان یعنی نبی صلعم کا حکم ہے۔ لہٰذا فرض ہے۔

جملہ خرابیوں کا ہیولا مخالفتِ شریعت۔

اتباعِ سنّت ہی سلوک و طریقت ہے

جو اعمال باری تعالیٰ عزّ و جل [illegible] ب سے بہرہ ور کرتے ہیں۔ وہ فرائض ہیں یا نوافل، فرائض کے مقابلہ میں نوافل کی کوئی حیثیت نہیں کسی فرض کو وقت میں ادا کر دینا ہزار سالہ نوافل سے بہتر ہے خواہ نیت کتنی ہی خالص ہو منقول ہے کہ ایک روز امیر المومنین حضرت عمر فاروق رضؓ نے صبح کی نماز کے بعد حاضرینِ جماعت پر نظر ڈالی تو آپ نے اپنے ایک دوست کو غیر حاضر پایا دریافت کیا کہ وہ صاحب کیوں حاضرِ جماعت نہیں ہوئے؟ حاضرین نے عرض کیا کہ شب بیدار ہیں خیال یہ ہے کہ اس وقت سو گئے۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ اگر تمام رات سوئے رہتے اور نماز صبح جماعت سے ادا کرتے تو یہ بہتر تھا۔ لہٰذا کسی فعل مستحب کا لحاظ رکھنا مکروہ تحریمی تو درکنار مکروہ تنزیہی سے احتیاط رکھنا، ذکر و فکر اور مراقبہ سے بدرجہا بہتر ہے

نماز کی اہمیت

جان لو کہ دُنیا میں نماز کا مرتبہ آخرت میں دیدار الٰہی کی طرح ہے دنیا میں خداوند عالم سے انتہائی قرب نماز میں حاصل ہوتا ہے۔ آخرت میں دیدار الٰہی کے وقت اور یہ بھی یاد رکھو کہ تمام عبادات نماز کے ذرائع و وسائل ہیں۔

نفس کُشی صرف اتّباع سنّت سے ہوتی ہے۔ انبیاء علیہم السلام کی بعثت اور تکلیف شرعی کا مقصود اور حکمت نفس امّارہ کی تعجیز و تخریب ہے خواہشات نفسانی کو ہٹانے اور دفع کرنے کے لیے احکام شرع وارد ہوتے ہیں۔

مکروہ کو مستحسن جاننا بہت بڑا گناہ ہے کیونکہ حرام کو مباح اور جائز جاننا کفر تک پہنچا دیتا ہے تو مکروہ کو ثواب سمجھنے میں ایک درجہ اور بعد ہوا ہے

(باقی ۲۶ پر)

ثمرات الاوراق

مسلسل

انتخابِ لاجواب

خطیب اسلام مولانا محمد اجمل صاحب مدظلہ

دعا خود مقصود ہے

امام شعرانیؒ نے فرمایا کہ میں نے اپنے شیخ علی خواصؒ سے یہ سُنا کہ ایسا ہرگز نہ کرو کہ تم تقدیر پر بھروسہ کرکے دعا کرنا چھوڑ دو کیونکہ اگر تم نے ایسا کیا تو تم سے سنت انبیاء فوت ہو جائے گی کیونکہ دعا خود ایک عبادت ہے اور سنت ہے خواہ وہ قبول ہو یا نہ ہو۔ اس کو خوب سمجھ لیجیے

ایک عارف باللہ صوفی کے دل میں محدثینؒ کی عظمت!

حضرت سہل ابن عبداللہ تستریؒ امام ابوداؤدؒ کے پاس (جن کی سُنن داخل صحاح ستہ ہے) تشریف لے گئے۔ امام نے ان کو اہلاً و سہلاً کہہ کر انتہائی تعظیم سے بٹھایا۔ جب حضرت ممدوح بیٹھ گئے تو امام موصوف سے فرمایا کہ میں ایک کام کے واسطے حاضر ہوا ہوں۔ ابوداؤد نے ارشاد کیا کہ فرمائیے۔ حضرت سہلؒ نے کہا کہ جب تک یہ وعدہ نہ ہو جائے کہ حتی الامکان میری درخواست مقبول ہو گی میں نہ کہوں گا۔ امام حدیث نے جب یہ منظور فرما لیا۔ تو انھوں نے کہا کہ اپنی زبان جس سے احادیث نبویہؐ آپ نے روایت کی ہیں نکالیے تاکہ میں اس کو چوم لوں۔ چنانچہ انھوں نے اپنی زبان نکالی اور انھوں نے چوم لی۔

غم آخرت :

غم آخرت کا دل پر تسلط یہ تھا کہ جلالین شریف کے درس میں ایک دن خود ہی یہ واقعہ ارشاد فرمایا کہ "میں ایک شب سونے کے لیے لیٹا تو اچانک قلب میں یہ اشکال وارد ہوا کہ قرآن کریم نے تو یہ دعویٰ فرمایا ہے کہ لَیْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰی انسان کے کام اُسی کی سعی آئے گی۔
جس کا واضح نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ آخرت میں کسی کے لیے غیر کی سعی کارآمد نہ ہوگی۔ اور حدیث نبویؐ میں ایصالِ ثواب کی ترغیب آئی ہے۔ جس سے تخفیف عذاب، دفع عقاب اور ترقیٔ درجات کی صورتیں ممکن تبلائی گئی ہیں۔ نیز شفاعتِ انبیاء و صلحاء، شفاعت حفاظ و شہداء سے دفع عذاب اور نجات اور ترقیٔ درجات کا وعدہ دیا گیا ہے۔ جس سے صاف نمایاں ہے کہ آخرت میں غیر کی سعی بھی کارآمد ہوگی۔ پس یہ آیت و روایت میں کھلا تعارض ہے۔ فرمایا کہ اس کا حل سوچتا رہا مگر ذہن میں نہ آیا۔ بالآخر سوچتے سوچتے یہ خوف قلب پر طاری ہوا کہ جب آیت و روایت میں یہ تعارض ذہن میں جاگزیں ہے اور حل ذہن میں نہیں ہے تو گویا اس آیت پر میرا ایمان سُست اور مضمحل ہے اور اگر اس حالت میں موت آگئی تو میں قرآن کی ایک آیت میں خلجان اور ریب کی سی کیفیت لے کر جاؤں گا اور ایسی حالت کے ساتھ حق تعالےٰ کے سامنے حاضر ہوں گا کہ قرآن کے ایک حصہ پر میرا ایمان سُست اور مضمحل ہو گا تو میرا انجام کیا ہو گا۔ اور کیا اس خاتمہ کو حسن خاتمہ کہا جائے گا۔

پیادہ پا راتوں رات گنگوہ :

اس دھیان کے آتے ہی فکرِ آخرت اس شدت سے دامن گیر ہوئی کہ میں اسی وقت چارپائی سے اُٹھ کھڑا ہوا اور سیدھے گنگوہ کی راہ لی۔ مقصد یہ تھا کہ راتوں رات گنگوہ پہنچ کر حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے یہ اشکال حل کراؤں کہ میرا ایمان صحیح ہو۔ اور حسن خاتمہ کی توقع بندھے۔

حالانکہ آپ پیدل چلنے کے عادی نہ تھے۔ اور وہ بھی گنگوہ جیسے لمبے سفر کے جو دیوبند سے ۲۲ کوس کے فاصلے پر ہے یعنی تقریباً تیس میل اور وہ بھی رات کے وقت، لیکن جیسا کہ خوفِ آخرت نفس کا حال بن چکا تھا۔ تو اس میں وساوس کی کہاں گنجائش تھی۔ اس جذبہ سے عزم پیدا ہوا اور اسی عزم

صادق سے اتنا لمبا سفر کرنے کے لیے اندھیری رات میں پیدل ہی چل کھڑے ہوتے۔ صبح صادق سے پہلے گنگوہ پہنچے حضرت قدس سرہٗ تہجد کے لیے وضو فرما رہے تھے کہ حضرت مفتی اعظم نے سلام کیا۔ فرمایا کون؟ عرض کیا عزیز الرحمٰن۔ فرمایا، تم اس وقت کہاں؟ عرض کیا کہ حضرت ایک علمی اشکال ہے کہ حاضر ہوا ہوں جس میں مبتلا ہوں۔ اور وہ یہ کہ "قرآن تو نفع آخرت کو اپنی ذاتی سعی میں منحصر بتلا رہا ہے۔ جس سے غیر کی سعی کے نافع ہونے کی نفی نکل رہی ہے، اور حدیث غیر کی سعی کو نافع اور موثر بتلا رہی ہے۔ جس میں نفع آخرت ذاتی سعی میں منحصر نہیں رہتا جو صراحۃً قرآن کا معارضہ ہے تو ذہن میں اس تعارض کا حل نہیں آتا۔

حضرت نے وضو کرتے ہوتے برجستہ فرمایا کہ آیت میں سعی [illegible] مراد ہے۔ جو آخرت میں غیر کے کار آمد نہیں ہو سکتی کہ ایمان تو کسی کا ہو اور نجات کسی کو ہو جاتے اور حدیث میں سعی عملی مراد ہے جو ایک کی دوسرے کے کام آ سکتی ہے۔ اس لیے کوئی تعارض نہیں۔" فرمایا کہ ایک دم میری آنکھ سی کھل گئی، جیسے کوئی پردہ آنکھ کے سامنے سے اٹھ گیا ہو اور علم کا ایک عظیم دروازہ کھل گیا۔

(مقدمہ فتاویٰ دارالعلوم دیوبند)

اخلاص

شاہ اسحاق محدّث بڑے بزرگوں میں سے ہیں جنہوں نے قرآن و حدیث کی بڑی خدمت کی۔ آپ کو بواسیر کا مرض تھا۔ ایک شخص نے ان سے عرض کیا آپ نماز تو پڑھتے ہی ہیں۔ اگر آپ وتر کی تین رکعات میں سورۂ اذا جاء سے سورۂ اخلاص تک —— علی الترتیب تینوں رکعات میں پڑھ لیا کریں تو انشاء اللہ بواسیر کی شکایت نہ ہوگی۔ آپ سُن کر مسکرا دیتے۔ کچھ عرصہ بعد پھر وہی شخص شاہ صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ آپ نے اس نسخہ پر عمل کیا یا نہیں۔ شاہ صاحب نے ٹھنڈی سانس لی اور فرمایا، بھائی ہم اللہ کی اور تو کوئی عبادت کرنے کے قابل نہیں۔ لے دے کے چند رکعات نماز کی ہیں اس کو بھی ہم حُبّ دنیا کے لالچ میں پڑھیں تو پھر کیا رہ جاتے گا۔ اس طرح سورتیں پڑھنا ناجائز نہیں تاہم تقویٰ کی باتیں ہی دوسری ہیں۔

(البلاغ جنوری ۱۹۷۲ء)

عجیب و غریب انعام :

ہارون رشید کے زمانے کا ایک واقعہ مشہور ہے کہ کسی شخص نے اس سے دربار میں ایک حیرت انگیز کرتب دکھانے کی اجازت چاہی۔ اجازت مل گئی تو وہ دربار میں حاضر ہوا اور فرش کے بیچوں بیچ ایک سوئی کھڑی کر دی۔ اور کچھ فاصلے پر کئی سوئیاں ہاتھ میں لے کر کھڑا ہو گیا۔ پھر اس نے ایک سوئی اٹھا کر فرش میں کھڑی ہوئی سوئی کا نشانہ لیا اور اس کی طرف پھینک دی۔ پلک جھپکنے کی دیر میں حاضرین نے دیکھا کہ یہ دوسری سوئی پہلی سوئی کے ناکے میں داخل ہو کر پار ہو چکی ہے۔ اس کے بعد اس نے ایک اور سوئی اٹھائی اور اس کو بھی اسی طرح پہلی سوئی کے ناکے میں پار کر دیا۔ پھر یکے بعد دیگرے اس نے کئی سوئیاں اسی طرح پھینکیں اور سب کی سب پار ہو گئیں۔ ایک میں بھی نشانہ خطا نہیں گیا۔

ہارون رشید نے یہ حیرت انگیز کمال دیکھا تو اس نے حکم دیا کہ "اس شخص کو دس دینار انعام میں دیئے جائیں اور دس کوڑے لگائے جائیں۔" حاضرین نے اس "عجیب و غریب انعام" کی وجہ پوچھی تو ہارون رشید نے کہا کہ "دس دینار اس شخص کی ذہانت، نشانے کی سچائی، اور اولوالعزمی کا انعام ہیں اور دس کوڑے اس بات کی سزا ہیں کہ اس نے اپنی خداداد صلاحیتیں ایک ایسے کام میں صرف کی ہیں جس کا دین دنیا میں کوئی فائدہ نہیں ہے۔"

بقیہ : حرمتِ سود

اکرم[2] نے فرمایا۔ ایک زمانہ لوگوں پر ایسا آنے والا ہے۔ کہ اس وقت کوئی شخص بے سود کھاتے نہ رہے گا، اور اگر کھائے گا نہیں تو کم از کم اس کا دھواں تو ضرور پہنچے گا۔

(۲) ان ہی سے روایت ہے کہ سُود کے ستر حصے ہیں ان میں سے ادنیٰ حصہ یہ ہے کہ آدمی اپنی ماں سے نکاح کرے۔

(۳) حضرت عبد اللہ ابن حنظلہؓ کہتے ہیں، جو شخص جان بوجھ کر سُود کا روپیہ کھاتا ہے وہ ۳۶ مرتبہ زنا کے برابر ہے۔

المنتخب من جامع الصغیر

بارگاہِ رسالت میں عورت کا مقام

تحقیق: الامام جلال الدین السیوطی رح ——— ترجمہ و ترتیب: زاہد الراشدی

پسندیدہ ترین امام احمد رح، نسائی رح، حاکم رح اور بیہقی رح حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تمہاری دنیا سے مجھے تین چیزیں پسند ہیں (۱) خوشبو (۲) عورت اور (۳) میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

سعادت کی نشانی حاکم رح سند حسن کے ساتھ حضرت سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تین چیزیں نیک بختی کی علامت ہیں (۱) نیک عورت جسے دیکھ کر تو خوش ہو۔ اور تیری غیر حاضری میں اپنے نفس اور تیرے مال کی حفاظت کرے (۲) سواری جس پر سوار ہو کر تو اپنے ساتھیوں سے ملے (۳) وسیع گھر جس میں بہت سی سہولتیں ہوں۔

اچھے سلوک کی مستحق ابن عساکر رح سند صحیح کے ساتھ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے بہتر وہ ہے جو اپنے گھر والوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے والا ہو۔ اور میں اپنے گھر والوں کے ساتھ تم سب سے اچھا سلوک کرنے والا ہوں۔ اور عورتوں کی عزت کرنے والا شریف ہے اور ان کی اہانت کرنے والا کمینہ ہے۔

بہترین سامان مسلم رح، احمد رح اور نسائی رح سند صحیح کے ساتھ حضرت عبد اللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ دنیا ساری کی ساری ساز و سامان ہے اور بہترین سامان نیک عورت ہے۔

عورت کو پانی پلانے پر اجر

بخاری رح اور طبرانی رح سند حسن کے ساتھ حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اپنی بیوی کو پانی پلایا اسے اجر ملے گا۔

حسن سلوک کا حکم ابو داؤد رح سند حسن کے ساتھ حضرت بن حکیم رح کے دادا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ اپنی بیوی کے پاس جیسے چاہو آؤ اور خود کھاؤ۔ اس کو بھی کھلاؤ، خود پہنو تو اسے بھی پہناؤ اور اس کے چہرے پہ نہ مارو۔

پاکدامن عورت پر تہمت طبرانی رح اور حاکم سند حسن کے ساتھ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ پاکدامن عورت پر تہمت لگانے سے ایک سو سال کی نیکیاں ضائع ہو جاتی ہیں۔

بدترین شخص طبرانی رح سند حسن کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا لوگوں میں سے بدترین وہ ہے جو اپنے گھر والوں کو تنگ کرنے والا ہے۔

حیادار عورت دیلمی رح حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے۔ حیا حسن ہے اور عورت میں ہو تو اس کے حسن میں اور بھی اضافہ ہو جاتا ہے۔

گھر کی ذمہ دار بخاری رح، مسلم رح، احمد رح اور ترمذی رح حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم

نے ارشاد فرمایا۔ تم میں سے ہر ایک ذمہ دار ہے اور اس سے اس کی ذمہ داری کے بارے میں سوال ہوگا۔ حاکم اپنی رعیت کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ مرد اپنے گھر کا ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے بارے میں سوال ہوگا۔ عورت اپنے خاوند کے گھر میں ذمہ دار ہے اور اس سے اس کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

خدا سے ڈرو

ابن عساکرؒ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ دو کمزوروں کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو (۱) غلام اور (۲) عورت۔

طلاق سے نفرت

ابو داؤدؒ، ابن ماجہؒ اور حاکمؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ مباح چیزوں میں سے اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے مبغوض چیز طلاق ہے۔

ابن عدیؒ حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ نکاح کرو اور طلاق نہ دو کیونکہ طلاق سے اللہ تعالیٰ کا عرش کانپ اٹھتا ہے۔

بے انصافی کی سزا

ترمذیؒ اور حاکمؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی دو بیویاں ہیں اور اس نے ان کے مابین انصاف نہیں کیا وہ قیامت کے دن اس حالت میں اللہ تبارک و تعالیٰ کے دربار میں پیش ہوگا کہ اس کے جسم کا آدھا حصہ ساقط ہو چکا ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی نصیحت

طبرانیؒ سند حسن کے ساتھ حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تمہیں عورتوں کے بارے میں خصوصی نصیحت کرتے ہیں کیونکہ وہ تمہاری مائیں، بیٹیاں اور خالائیں ہیں۔

ماں بیٹے میں تفریق

ابن ماجہؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اس شخص پر خدا کی لعنت ہوتی ہے جو ماں کو بیٹے سے اور بھائی کو بھائی سے جدا کرے۔

بہترین عورت

طبرانیؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت عبداللہ بن سلام رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ عورتوں میں سے بہتر وہ ہے جسے تو دیکھے تو خوش ہو اور حکم دے تو وہ اطاعت کرے اور جب تو غیر حاضر ہو تو اپنے نفس اور تیرے مال کی حفاظت کرے۔

خاوند کی رضا

ترمذیؒ اور حاکمؒ سند حسن کے ساتھ ام المومنین حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو عورت اس حالت میں دنیا سے رخصت ہوئی کہ اس کا خاوند اس سے راضی تھا وہ جنت میں جائیگی۔

خاوند کی اطاعت

ابو داؤدؒ اور حاکمؒ سند صحیح کے ساتھ حضرت قیس بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا اگر اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ وہ اپنے خاوندوں کو سجدہ کریں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان پر خاوندوں کا بہت حق رکھا ہے۔

نیک عورت

طبرانیؒ سند حسن کے ساتھ حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ نیک عورت دوسری عورتوں میں نمایاں ہوتی ہے جیسے سفید ٹانگ والا کوا دوسرے کوؤں سے نمایاں دکھائی دیتا ہے۔

خاوند کا حق

طبرانیؒ حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں نبی اکرم صلی اللہ

(باقی ۲۷ پر)

دنیا اور عقبیٰ میں شراب کا وبال

حاجی کمال الدین، لاہور

حضرت ابوہریرہؓ کی روایت ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہمیشہ شراب پینے والا اور ہمیشہ ہی اس کے نشے میں مست رہنے والا ایسا ہے جیسے بتوں کا پوجنے والا

یعنی جس طرح بتوں کے پجاری کی کوئی نیکی اور کوئی عبادت قبول نہیں ہوتی اسی طرح شراب پینے والا خدائے تعالیٰ کی نظروں سے ایسا گر جاتا ہے کہ پھر وہ نماز و روزہ یا دوسری نیکیاں کتنی ہی کثرت سے کیوں نہ کرے تو ان کی خدائے تعالےٰ کے ہاں کوئی قدر و منزلت نہیں۔ ہاں یہ کہ اسے توبہ کرنے کی توفیق مِل جائے۔

حضرت ابودرداؓ روایت کرتے ہیں کہ حضورؐ نے فرمایا کہ شراب کا عادی کبھی جنّت میں داخل نہ ہوگا۔ اس لیے کہ جنت تو پارساؤں اور پرہیزگاں کے لئے ہے۔ اس سے ایسے آدمی کا کیا تعلق جس کے منہ سے بدبو نکل رہی ہو اور جس کا دامن ایسی نجاست سے آلودہ ہو جو خالص شیطان کا عمل ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے فرمایا۔ جس نے شراب پی اور بیہوش ہوگیا تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہیں ہوتی اگر وہ اسی حالت میں مر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا اور اگر اس نے توبہ کرلی تو اللہ تعالیٰ بھی اسے نظرِ کرم سے دیکھنے لگیں گے اور اگر وہ دوبارہ پی بیٹھا اور بیہوش ہوگیا تو پھر چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر اسی حالت میں مر گیا تو دوزخ میں جائے گا۔ اور اگر اس نے توبہ کرلی تو اللہ تعالیٰ پھر سے اسے نظرِ رحمت سے دیکھنے لگیں گے اور اگر تیسری دفعہ بھی پی کر مدہوش ہوگیا تو پھر چالیس دن تک اس کی نماز قابلِ قبول نہیں۔ اگر اسی حالت میں مر گیا تو جہنم میں داخل ہوگا۔ پھر اگر توبہ کرلی تو اللہ تعالیٰ اس پر رحمت سے رجوع فرمائیں گے اور اگر اس کے بعد بھی باز نہ آیا پھر شراب پی بیٹھا تو چالیس روز تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی اور اگر توبہ کرے گا تو اللہ تعالےٰ اس کی توبہ مسترد فرمادیں گے (یعنی اسے توبہ کی توفیق ہی نصیب نہ ہوگی) پھر اللہ تعالیٰ قیامت کے روز اسے اہلِ جہنم کا نچوڑ (یعنی ان کا خون پیپ اور غلاظت وغیرہ) پلائیں گے۔

اللہ کی پناہ! کیسی سخت سزا ہے۔ کون ہے جو اس کے برداشت کی ہمت رکھتا ہو۔ اس حدیث میں جو داخل جہنم ہونے کا ذکر ہے وہ ابدی بھی ہو سکتا ہے اور عارضی بھی۔ اگر چوتھی دفعہ بھی اسے توبہ کرنے کی توفیق ہی نصیب نہ ہو تو اس کی نحوست سے وہ اپنے ایمان ہی سے ہاتھ دھو بیٹھے گا پھر اس کے ابدی جہنمی ہونے میں کوئی شبہ نہیں اور اگر توفیق ہوگئی تو پھر عذاب جہنم ایسے شخص کے لئے ظاہری تزکیہ کے لئے ہے جبکہ وہ کلمہ گو ہونے کی وجہ سے باطنی طور پر پہلے ہی پاک صاف ہو تو میدانِ حشر میں یا خود جہنم کے اندر ڈال کر اس کے جسم و جان کو شراب کی میل کچیل سے پاک صاف کر کے آخرکار کلمے شریف کی برکت سے اسے بھی جنت کا داخلہ مِل جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔ کیوں کہ کوئی کلمہ گو ابدی طور پر جہنمی نہیں ہو سکتا۔ ہر گناہ گار مومن کو بقدر اس کے گناہ کے سزا دے کر یا ویسے ہی بخشش فرماکر جنت کی اجازت مِل جائے گی۔ لیکن اگر ایک منٹ بھی جہنم میں رہنا ہوگیا تو اس کی تپش سے دنیا کے سینکڑوں سال کے عیش و آرام بھول جائیں گے

حضرت عبداللہ بن عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا

کہ شراب کی وجہ سے دس آدمی لعنتی ہو جاتے ہیں۔ شراب کی نیت سے انگور بیچنے یا بونے والے پر، اس کے نچڑوانے والے پر اور اس کے بیچنے والے پر اور اس کے خریدنے والے پر اور اس کے اُٹھانے والے پر اور اس کے منگوانے والے پر اور اس کی قیمت کھانے والے پر اور اس کے پینے والے پر، اس کے پلانے والے پر۔ بس یوں سمجھئے کہ جو شخص جس قدر اپنی نیت اور اپنے عمل سے ملوث ہو اسی قدر لعنتِ خدائے تعالیٰ کا مستحق ہے۔ یہ تو ایسی متعدی بیماری ہے کہ کوئی شخص اس کے قریب سے بھی گذر جائے تو ملعون ہو جاتا ہے۔ اب آپ اپنے پاک وطن کی طرف غور فرمائیں کہ جہاں ملک کے تمام شہروں بلکہ گاؤں تک میں حکومت کی اجازت سے کسی نہ کسی صورت میں شراب کا کاروبار ہو رہا ہے۔ کسی کو اس کے درآمد کرنے کے لائسنس جاری ہیں۔ کسی کو اس کے کشید کرنے کے کسی کو بیچنے کے کسی کو خریدنے کے کسی کو پینے کے اور کسی کو پلانے کے حکومت کی اجازت سے اس تمام نجاست اور گندگی کا کاروبار ہونے کے باوجود ہماری حکومت بھی پاک صاف اور ہمارا ملک بھی پاکستان کا پاکستان۔ وہ کونسی برائی ہے جو پہلے تھی اور اب اس سے کہیں زیادہ بڑھ چڑھ کر نہیں ہو رہی۔ عیاشی اور فحاشی، زناکاری اور اغلام بازی، سود خوری اور شراب نوشی قتل و غارت اور ڈاکہ زنی، عدل و انصاف کی گرانی اور رشوت ستانی، دینی علوم سے لاپرواہی اور اسلامی اقدار سے بے توجہی، نماز روزہ سے غفلت اور احکامِ شریعت سے بے پرواہی، اسلامی آئین کی مظلومیت اور بے کسی اور گھر گھر سے ناچ گانوں کی آوازیں پہلے سے کہیں زیادہ آپ ہی ایمان سے فرمایئے ہیں یا نہیں۔

بعض لوگ شراب کو بطور دوا کے استعمال کیا کرتے ہیں مگر حضورؐ کا ارشاد یہ ہے کہ شراب دوا نہیں بلکہ مستقل بیماری ہے۔ امام مسلمؒ نے حضرت طارق بن سوید سے روایت کیا ہے کہ انہوں نے شراب کے بارے میں حضورؐ سے پوچھا تو آپؐ نے منع فرما دیا۔ انہوں نے عذر کیا کہ میں تو دوا کے لئے بناتا ہوں۔ حضورؐ نے فرمایا، شراب دوا بالکل نہیں۔ البتہ ایک بیماری ضرور ہے۔

حضرت دیلم حمیری کہتے ہیں کہ میں نے حضورؐ سے عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! ہم لوگ ٹھنڈے علاقے کے رہنے والے ہیں اور ہمیں روزی کمانے کے لئے بہت ہی سخت محنت و مشقت کرنی پڑتی ہے۔ ہم برفباری کی تکلیف اور محنت کی سختی برداشت کرنے کے لئے گندم سے ایک قسم کی شراب تیار کرتے ہیں جس سے ہماری قوتِ برداشت زیادہ ہو جاتی ہے۔ حضورؐ نے پوچھا کیا وہ نشہ بھی کرتی ہے۔ میں نے کہا، ہاں تو آپؐ نے فرمایا پھر تو اس سے بہت ہی بچ کر رہو۔ میں نے کہا لوگ عادی ہونے کی وجہ سے اسے چھوڑ نہیں سکتے۔ آپؐ نے فرمایا اگر وہ چھوڑ نہیں سکتے تو ان سے جہاد کرو۔

اس حدیث نے تو تمام کی تمام نیتوں کا قلع قمع کر کے رکھ دیا کہ اپنی مصلحتوں کے لئے جو لوگ شراب کو جائز قرار دیتے ہیں ان کا یہ فعل کافرانہ ہے۔ اگر وہ روکنے سے باز نہیں آتے تو ان کے ساتھ ویسے ہی جہاد کرنا ضروری، جیسے دوسرے کافروں کے ساتھ اور آجکل تو بہت سے لوگوں نے شراب کے بہت سے مہذب نام رکھ چھوڑے ہیں اور بڑی دلیری سے کہتے ہیں کہ جی ہم شراب تو نہیں پیتے بلکہ مرزائے قادیاں کی طرح ٹانک وائن پیتے ہیں یا ہم وسکی پیتے ہیں یا ادویات میں الکحل ڈالتے ہیں۔ ان لوگوں کی بابت حضورؐ نے پیش گوئی فرما دی تھی۔ حضرت ابو امامہ باہلی فرماتے ہیں کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ شب و روز کی گردش ختم ہونے سے پہلے میری امت کے کچھ لوگ شراب کے نام تبدیل کر کے اسے پیا کریں گے۔ حضرت عبادہ بن صامتؓ کہتے ہیں کہ حضور نے فرمایا کہ میری امت کے کچھ لوگ شراب کے نئے نئے نام رکھ کر پئیں گے اب تو ان لوگوں کی یہ غلط فہمی دور ہو جانی چاہیئے جو یہ کہتے ہیں کہ جی شراب تو صرف انگور کی ہوا کرتی ہے۔ ان کی خدمت میں عرض ہے کہ شراب ہر وہ چیز ہے جس کے پینے یا کھانے سے نشہ آجائے۔

ابن ماجہ نے حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کی ہے کہ حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ ہر نشہ والی چیز خمر ہے (شراب ہے)، اور ہر خمر حرام ہے۔ سبحان اللہ حضورؐ نے تو شک و شبہ کی بالکل ہی جڑ کاٹ کے رکھ دی کہ کوئی چیز کھانے کی ہو یا پینے کی۔ نشہ آور ہے تو اسے خمر کہا جائے گا۔ اور ہر طرح کی خمر حرام ہے اسی طرح حضرت عمرؓ نے ممبر پر کھڑے ہو کر خطبہ میں ارشاد فرمایا کہ خمر یعنی شراب ہر وہ چیز ہے جو نشہ سے عقل پہ پردہ ڈال دے۔ [illegible] دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو اس سے محفوظ رکھے۔ [illegible] ثم آمین۔

تحقیق الامام جلال الدین السیوطیؒ
تلخیص و ترتیب :۔ زاہد الراشدی

نماز

دین کا ستون، آخرت کا نور، سب سے افضل عمل، جنت کی کنجی

بخاریؒ مسلمؒ، ترمذیؒ اور نسائیؒ روایت کرتے ہیں کہ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں اس بات سے منع کیا گیا تھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کسی مسئلہ پر کوئی سوال کریں اس لئے ہمیں اس بات پر خوشی ہوتی تھی اگر کوئی دیہاتی سمجھدار شخص آتا اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کرتا اور یہ سوال ہم سنتے اس دوران ایک دیہاتی شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم! ہمارے پاس آپ کا قاصد آیا اور اس نے ہم سے بیان کیا کہ آپ کا کہنا ہے کہ اللہ تعالٰے نے آپ کو رسول بنا کر بھیجا ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اس نے سچ کہا پھر اس نے سوال کیا کہ آسمان کس نے پیدا کیا ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ نے! پھر پوچھا زمین کس نے پیدا کی ہے؟ آپ نے فرمایا اللہ تعالٰے نے! پھر دریافت کیا، پہاڑوں کو کس نے ٹکایا ہے اور جو کچھ ان میں ہے وہ کس نے بنایا ہے؟ فرمایا اللہ تعالٰے نے! اس نے کہا پس اس ذات کی قسم جس نے آسمان و زمین کو بنایا اور پہاڑوں کو ٹکایا کیا واقعی اللہ تعالٰے نے آپ کو بھیجا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر اس نے کہا آپ کے قاصد نے یہ بھی بیان کیا ہے کہ ہم پر دن اور رات میں پانچ نمازیں فرض ہیں؟ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اس نے سوال کیا پس اس ذات کی قسم ہے جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا واقعی اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا آپ کے قاصد نے ہم سے یہ بھی کہا ہے کہ ہم پر مال کی زکوٰۃ بھی فرض ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اس نے دریافت کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا واقعی اللہ تعالٰے نے آپ کو حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اس نے پوچھا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا واقعی اللہ تعالٰے نے آپ کو یہ حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا آپ کے قاصد نے یہ بھی کہا ہے کہ ہم میں جسے استطاعت ہو اس پر بیت اللہ کا حج فرض ہے آپ نے فرمایا اس نے سچ کہا ہے اس نے دریافت کیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو بھیجا کیا واقعی اللہ تعالٰے نے آپ کو یہ حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ہاں! اس نے کہا اس پروردگار کی قسم جس نے آپ کو بھیجا ہے میں نہ اس پر زیادہ کروں گا اور کم نہ کروں گا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر اس نے سچ کہا ہے تو ضرور جنت میں جائے گا

ہ- بخاریؒ، مسلمؒ اور نسائیؒ حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کسی ایسے عمل کی طرف میری راہنمائی فرمائیں جو مجھے جنت کے قریب کر دے اور جہنم سے دور کر دے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالٰے کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور نماز قائم کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرو جب وہ شخص یہ بات سن کر واپس ہوا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر یہ شخص اس بات پر مضبوطی سے قائم رہا جو اس کو بتائی گئی ہے تو جنت میں جائے گا۔

ہ- ابوداؤدؒ اور ابن ماجہؒ حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ میں نے آپ کی امت پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں اور میں نے اپنے طور یہ عہد کیا ہے کہ جس نے ان پانچ نمازوں پر محافظت کی یعنی اپنے اوقات میں نمازیں ادا کیں میں اسے اپنی ذمہ داری پر جنت میں داخل کروں گا اور جس نے نمازوں کی حفاظت نہ کی اس کے لئے میری کوئی ذمہ داری نہیں۔

۵۔ مالکؒ، ابن ابی شیبہؒ، احمدؒ، ابوداؤدؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ ابن حبانؒ اور بیہقیؒ حضرت عبادۃ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں پر پانچ نمازیں فرض کی ہیں پس جس شخص نے ان کو ادا کیا اور ان کے سلسلہ میں کسی بھی عمل کو حقیر سمجھ کر ترک نہ کیا اور اچھی طرح وضو کیا اور وقت پر نماز پڑھی رکوع و سجود کو پوری طرح ادا کیا اور خشوع و خضوع کے ساتھ نماز ادا کی اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے عہد کیا ہے کہ اس کو ضرور بخش دیں گے اور جس نے ایسا نہ کیا اللہ تعالیٰ کا کوئی ذمہ نہیں چاہے تو بخش دے چاہے تو عذاب دے۔

۵۔ مالکؒ، احمدؒ، نسائیؒ، ابن خزیمہؒ، حاکمؒ اور بیہقیؒ نے حضرت عامر بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ میں نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے سنا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دو بھائی تھے ایک ان میں سے مقام و مرتبہ کے لحاظ سے دوسرے سے افضل تھا اس افضل بھائی کی وفات ہو گئی اور ۴۰ دن کے بعد دوسرا بھی فوت ہو گیا لوگوں نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھائی کی فضیلت کا ذکر کیا تو نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیا دوسرے بھائی نے (بعد میں چالیس دن یا کچھ زائد) نمازیں نہیں ادا کیں عرض کیا کی ہیں اور اس میں کوئی کمی بھی نہ تھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا پھر تمہیں کیا خبر کہ اس کی نماز نے اسے کہاں تک پہنچا دیا۔ نماز کی مثال تو ایسی ہے جیسے کسی شخص کے گھر کے دروازے پر پانی کی نہر جاری ہو جس کا پانی ٹھنڈا اور میٹھا ہو اور وہ شخص اس نہر میں ہر دن پانچ مرتبہ نہائے تم کیا سمجھتے ہو اس کے بدن پر کچھ میل باقی رہ جائے گا۔

۵۔ طبرانیؒ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن انسان کا حساب کتاب سب سے پہلے نماز کے بارے میں ہوگا اگر یہ درست ہوا تو سارے عمل درست سمجھے جائیں گے اور اگر نماز کا حساب نہ ہوا تو باقی اعمال کا حساب بھی نادرست ہوگا۔

۵۔ احمدؒ، طبرانیؒ اور ابن حبانؒ حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے حدیث بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کا ذکر کیا اور فرمایا جس نے اس کی حفاظت کی اس کے لئے قیامت کے دن نور، صحت، اور نجات ہوگی اور جس نے نماز کی حفاظت نہ کی نہ اس کے لئے نور ہوگا نہ صحت نہ نجات اور وہ قیامت کے دن فرعون ہامان اور ابی بن خلف کے ساتھ شمار ہوگا۔

۵۔ طبرانیؒ نے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس میں امانت نہیں اس کا ایمان نہیں جس میں طہارت نہیں اس کی نماز نہیں اور جس کی نماز نہیں اس کا دین نہیں اور دین میں نماز کی حیثیت ایسی ہے جیسے جسم میں سر ہوتا ہے۔

۵۔ طبرانیؒ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہا سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارد گرد بیٹھے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا تم مجھے چھ چیزوں کی حفاظت کی ضمانت دو تو میں تمہیں جنت کی ضمانت دیتا ہوں چھ چیزیں یہ ہیں (۱) نماز (۲) زکوٰۃ (۳) امانت (۴) شرمگاہ (۵) پیٹ (۶) زبان

۵۔ طبرانیؒ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس شخص نے نمازیں اپنے وقت پر ادا کیں ان کے لئے پوری طرح وضو کیا اور قیام، رکوع، سجود کو پورا کیا اور خشوع کے ساتھ نماز پڑھی وہ نماز سفید روشن اور چمکدار حالت میں اللہ تعالیٰ کے پاس جائے گی اور نمازی سے کہے گی جس طرح تو نے میری حفاظت کی ہے اللہ تعالیٰ تیری حفاظت فرمائیں اور جس شخص نے نمازیں وقت پر نہ ادا کیں ان کے لئے وضو مکمل نہیں کیا۔ اور نماز میں خشوع قائم نہ رکھا اور قیام و رکوع و سجود صحیح طور پر ادا نہ کئے وہ نماز سیاہ اور تاریک حالت میں جائیگی اور نمازی سے کہے گی اللہ تعالیٰ تجھے بھی اسی طرح ضائع کرے جس طرح تو نے مجھے ضائع کیا ہے پھر وہ نماز اللہ تعالیٰ کے دربار میں پیش ہونے کے لئے

جائے گی تو اسے پرانے کپڑے کی طرح لپیٹ کر نمازی کے منہ پر مار دیا جائے گا۔

۵۔ احمدؒ اور ابن حبانؒ نے حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوا اور سوال کیا کہ سب سے افضل عمل کونسا ہے؟ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا نماز! اس نے پوچھا اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا نماز۔ پھر دریافت کیا اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا نماز۔ پھر اس نے سوال کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پھر اس کے بعد کونسا عمل افضل ہے؟ فرمایا جہاد فی سبیل اللہ۔ اس شخص نے کہا میرے ماں باپ زندہ ہیں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں تمہیں ماں باپ کے ساتھ بہتر سلوک کا حکم دیتا ہوں۔

۵۔ طبرانیؒ حضرت طارق بن شہاب رحمہ اللہ تعالےٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک رات حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے پاس اس مقصد کے لئے گذاری کہ ان کی عبادت و مشقت کا حال معلوم کریں۔ انہوں نے دیکھا کہ حضرت سلمان رضی اللہ عنہ نے رات کے آخری حصہ میں کچھ نماز پڑھی اور یہ طارق بن شہابؒ کی توقع کے مطابق نہ تھی صبح کو اس تاثر کا کفارہ بنتی ہیں جب تک قتل (کبیرہ گناہ) تک نوبت نہ پہنچے اور یاد رکھو جب لوگ عشاء پڑھ کے سو جاتے ہیں تو تین حالتوں میں رات گذارتے ہیں کچھ لوگ ایسے ہیں کہ رات ان کے خلاف وبال ہوتی ہے یہ وہ لوگ ہیں جو رات کی تاریکی میں نافرمانی کے لئے گھوڑے دوڑاتے ہیں اور لوگوں کی غفلت میں گناہ لوٹتے ہیں رات ان لوگوں کے خلاف ہے حق میں نہیں کچھ لوگ وہ ہیں جو رات کو تاریکی میں لوگوں کی غفلت کے دوران اللہ تعالےٰ کی عبادت کرتے ہیں رات ان لوگوں کے حق میں ہوتی ہے خلاف نہیں اور کچھ لوگ ایسے ہیں جو رات کو نہ خدا کی نافرمانی کرتے ہیں اور نہ عبادت کرتے ہیں رات ایسے لوگ کے نہ حق میں ہے نہ خلاف پس تم تیز رفتاری سے بچتے رہو اور میانہ روی اور ہمیشگی کا عمل اختیار کرو۔

۵۔ دارمیؒ حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنت کی کنجی نماز ہے۔

۵۔ دیلمیؒ حضرت علی کرم اللہ وجہہ و رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا نماز دین کا ستون ہے۔

۵۔ بیہقی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ثابت قدم رہو اور (اپنی نیکیوں کو شمار نہ کیا کرو) اور جان لو کہ تمہارے اعمال میں سب سے بہتر نماز ہے اور وضو کی حفاظت مومن کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔

۵۔ حاکمؒ۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس نے فرض نمازوں کی حفاظت کی اس کا شمار غافلین میں سے نہیں ہوگا اور جس نے رات کے وقت سو آیات پڑھیں اس کا شمار قانتین میں سے ہوگا۔

۵۔ ابن ماجہؒ اور حاکمؒ اور حضرت تمیم الداری رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا قیامت کے دن سب سے پہلے انسان کا اس کی نماز کے بارے میں حساب ہوگا اگر وہ پوری ہیں تو پوری لکھی جائیں گی اور اگر ان میں کمی ہے تو اللہ تعالےٰ فرشتوں سے کہیں گے۔ دیکھو اگر اس کی نفلی نمازیں ہیں تو ان کے ساتھ اس کی کمی پوری کر دو پھر اسی طرح زکوٰۃ کا حساب ہوگا اور پھر باقی اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

۵۔ مروزیؒ اور طبرانیؒ حضرت عبادہ بن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے میرے خلیل نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے سات باتوں کی وصیت فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، اگرچہ تم جلا دیئے جاؤ یا ٹکڑے کر دیئے جاؤ اور جان بوجھ کر نماز ترک نہ کرنا کیونکہ جس نے عمداً نماز چھوڑی وہ ملت سے نکل گیا اور گناہ کا ارتکاب نہ کرو کیونکہ وہ اللہ تعالےٰ کو ناراض کر دیتا ہے اور شراب نہ پیو اس لئے کہ وہ تمام برائیوں کی جڑ ہے۔

۵۔ احمد اور طبرانی حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے

روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دس باتوں کی وصیت فرمائی اور فرمایا (۱) اللہ تعالےٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا اگرچہ تم جلا دیئے جاؤ یا قتل کر دیئے جاؤ (۲) ماں باپ کی نافرمانی ہرگز نہ کرنا اگرچہ تمہیں حکم دیں کہ اپنے مال اور اہل وعیال سے الگ ہو جاؤ (۳) فرض نماز کو عمداً ترک نہ کرنا کیونکہ جس نے فرض نماز جان بوجھ کر چھوڑ دی اللہ تعالےٰ کا ذمہ اس سے اُٹھ گیا (۴) اور شراب قطعاً نہ پینا کیونکہ وہ ہر بے حیائی کی جڑ ہے (۵) نافرمانی سے بچتے رہنا اس لئے کہ یہ اللہ تعالےٰ کو ناراض کر دینے والی چیز ہے (۶) میدان جنگ میں پیٹھ نہ دکھانا اگرچہ لوگ ہلاک ہو رہے ہوں (۷) اگر لوگوں کو (وبائی) موت پہنچنے لگے تو وہاں ثابت قدم رہنا (وبائی علاقہ سے بھاگنا نہیں) (۸) اپنے اہل وعیال پر اپنی استطاعت کے مطابق خرچ کرتے رہنا (۹) ان کی تربیت کی خاطر ان سے ڈنڈا نہ اٹھانا (یعنی انہیں اپنے سے بے خوف نہ کر دینا) (۱۰) اور انہیں اللہ تعالےٰ کے معاملہ میں ڈراتے رہنا۔

● طبرانیؒ حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔ بندے کے اور کفر و ایمان فرق نماز ہے۔ پس اگر اس نے نماز کو ترک کیا تو اس نے شرک کیا۔

● ترمذیؒ اور حاکمؒ حضرت عبداللہ بن شقیق رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین نماز کے سوا کسی عمل کو ایسا نہیں سمجھتے تھے کہ اس کا ترک کفر ہو۔

● حضرت امام مالکؒ نقل کرتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے گورنروں کو لکھا کہ تمہارے کاموں میں میرے نزدیک سب سے زیادہ اہم کام نماز ہے۔ کیونکہ جس نے نماز کی حفاظت کی اس نے اپنے دین کی حفاظت کی اور جس نے نماز کو ضائع کر دیا۔ وہ باقی اعمال کو زیادہ ضائع کرنے والا ہو گا۔

● نسائیؒ اور ابن حبانؒ حضرت نوفل بن معاویہ رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کی ایک نماز فوت ہو گئی گویا اس کے گھر والے اور مال ہلاک ہو گئے۔

● طبرانیؒ حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ اپنی اولاد کو نماز کی تعلیم دو جبکہ وہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں اور نماز نہ پڑھنے پر انہیں مارو جب وہ دس سال کے ہو جائیں اور ان کے بستر الگ کر دو۔

● ابن ابی شیبہؒ اور طبرانیؒ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ نماز کے بارے میں اپنی اولاد کی حفاظت کرو اور انہیں نیکی کی عادت ڈالو۔

بقیہ : حضرت مجددؒ

کہ جائز کی بجائے اس کو ثواب قرار دیا جائے۔

نماز اسلام کا رکن دوم ہے اور جامع عبادات ہے۔ اس جامعیت کے سبب یہی کل اور مجموعہ عبادت کا حکم رکھتی ہے اور تمام نیک کاموں سے بلند اور بالا ہے۔ دیدار خداوندی کی بدولت سرور کائنات صلعم کو شب معراج میں حاصل ہوئی اور اس کے بعد دیدار خداوندی کی دولت اس عالم کے مناسب حضورؐ کو نماز میں میسر ہوتی تھی۔ اسی لیے حضورؐ نے فرمایا الصلوٰۃ معراج المومنین (نماز مومنوں کی معراج ہے) اور فرمایا قرۃ عینی فی الصلوٰۃ یعنی نماز میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔

(اقتباس از مسلمانوں کا روشن مستقبل)

افتتاحی تقریب

جانشین شیخ التفسیر حضرت مولانا عبیداللہ انور صاحب مدظلہ العالی ۳ر نومبر بروز بدھ بعد نماز ظہر دارالعلوم صدیقیہ کوٹ عبدالمالک شیخوپورہ روڈ کا افتتاح کریں گے۔

(باہر سے آنے والے حضرات اومنی بس نمبر ۷، A۷ اور پرائیویٹ شیخوپورہ روڈ سے گزرنے والی چھوٹے روٹ کی بسوں کے ذریعہ تشریف لائیں۔

(ناظم دارالعلوم صدیقیہ)

۶۰۷۴ | ۶۷۵۴۵

منظور شدہ ۱- لاہور رجسٹری بذریعہ چٹھی نمبری ۱۶۳۳۱ مورخہ ۲۰ دسمبر ۱۹۵۱ء ۲- پنجاب ٹیکسٹ بک بورڈ بذریعہ چٹھی نمبری ۳۲۸۱-۲۳۶T مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۷ء
محکمہ تعلیم ۳- کوئٹہ ڈویژن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۹/۹/۷۶-۶۵۵۹ مورخہ ۲ اگست ۱۹۶۳ء ۴- پشاور ڈویژن بذریعہ چٹھی ۸۱/۵/۲۳-۱۵۳۱ مورخہ ۱۹۶۰ء

مولانا زاہد الراشدی کی رہائی

جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما مولانا زاہد الراشدی جو مسجد نور گوجرانوالہ کی واگزاری کے سلسلے میں ۱۰ جولائی سے ۱۶ ایم پی او کے تحت گوجرانوالہ جیل میں تھے ۱۴ اکتوبر ۱۹۷۶ء کو ضمانت پر رہا ہو گئے ہیں۔ انہوں نے جیل سے رہا ہونے کے بعد حکومت سے مطالبہ کیا کہ مسجد نور کی واگزاری کا وعدہ پورا کیا جائے اور کارکنوں کے خلاف مقدمات واپس لیے جائیں۔

مولانا عبید اللہ انور پبلشر نے پرنٹر خواجہ شوکت علی پریمیئر پرنٹرز میں چھپوا کر شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع کیا